

”تھوڑی دیر میں کر لیں نانی جان: ہو سکتا ہے طبیعت سنبھل جائے۔“
وہ اسے شاباش سے دنگ: ابھر رہے کہ درد سے پھٹنے کو ہے۔ بلکہ پریشر بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ اور تم میرا مشورہ دے رہی ہو اگر طبیعت سنبھلنے کے بجائے بگڑ گئی اور میں جل ہی تب تھی تو کفن دفن کا انتظام کر دینے کے لیے ہمسایوں کے گھر پہنچے جاؤ گی یا نہیں؟
”اور نانی جان: کیسی خوفناک باتیں کرتی ہیں آپ! زیب انسا نے کچھ خوفزدہ سے انداز میں ان کی مروت دیکھتے ہوئے کہا۔“

تلاش

”یہ سچائی ہے۔ بوڑھی جان ہوں۔ قبر میں پاؤں ٹکائے بیٹھی ہوں۔ ذرا سا ہسٹا تا ہی موت کا سبب بن سکتا ہے۔ اور میں پوچھتی ہوں تم آخر ان کے ہاں جانے سے اس قدر چمکیا کیوں رہی ہو؟“
”نانی! کل تو ہم اس گھر میں آئے تھے ہیں۔ ابھی پاس پڑوس سے واقفیت ہی نہیں ہے اور میں جا کر کہوں کہ یہ دوا میں لاد لیجئے۔ کچھ مناسب نہیں لگتا۔ ابھی امی بازار سے آئی ہوں گی ان سے منگوا لیجئے گا۔“
”وہ بے چاری! ابھی بازار سے تھکی ہار ہی گھر آئے گی اور میں اسے پھر بازار دوڑا دوں۔ یہ ظلم مجھ سے نہیں ہوتا۔ تم مجھ کو پڑوسیوں کے ہاں بھرا پڑا گھر سے دنگ



کی بھی آواز میں کل سے سن رہی ہوں۔ لوگوں کی بھی کافی تعداد معلوم ہوتی ہے۔ کوئی نہ کوئی دوا لایا ہی دے گا۔

”نانی! وہ اتنی بڑی کوٹلی ہے، پتا نہیں کس مزاج کے لوگ ہوں گے! امیر لوگ غریبوں کو مہنگا تاکب پسند کرتے ہیں، جب انہیں پتا چلے گا کہ میں اس پرانے سے مکان سے آئی ہوں تو ہوسکتا ہے۔ سیدھے نہ بات بھی نہ کریں۔“

”تم نہیں گھر بھی انداز سے لگاتی جاؤ اور کوئی ایسی عالی شان کوٹلی بھی نہیں ہے وہ ہائے میرا سلگتا ہے، آج تو ہمیں بچوں کی ہیں۔“

انہوں نے سر دو تون ہاتھوں میں تمام لیا۔ اور پریشانی گوریاں کرنے لگیں۔

”نانی! کیا زیادہ طبیعت خراب ہے؟ زیب ہمارے گھر اگر پوچھا۔“

”اے تو تمہارے خیال میں! میں اتنی دیر سے ڈرامہ کر رہی ہوں! انہوں نے جمع کر کے پھر دوبارہ سے ہائے کرنے لگیں۔

”آپ پریشان نہ ہوں، ذرا حوصلہ پکڑیں۔ میں جانتی ہوں ہسپتالوں کی طرف نہ چلتے ہوئے بھی وہ اٹھ کھڑی ہوں، سیاہ جادو رکھوئی سے اتار کر سر پر اور بھی، الماری سے کچھ پیسے لیے اور بھی گھبراتی وہ گھر سے باہر آگئی۔

پتا نہیں کس مزاج کے لوگ ہوں گے! دوا لاکر دیں گے بھی یا نہیں، کئی مرتبہ نانی سے کہا ہے اپنی ضرورت کی اشیاء خرچ ہوئے سے پہلے ہی منگو کر رکھ لیا کریں۔ اب اتنی بھی گھر میں ہیں، مجھے امیروں غریبوں سے مدد لینا پڑ رہی ہے۔ سوچتی آج بھی وہ ہسپتالوں کے آگے سے سفید گیٹ کے سامنے آگئی۔ گیٹ کھلتا تھا پھر بھی اس نے کال میل سے دی دوسری مرتبہ انگلی دھکتے پر ایک پیارا سا بچہ نمودار ہوا اور سولہ انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

”اندھا نانا ہے مجھے پتا اور لولا۔ وہ اشیاء میں سر ہلا کر مجھے پتا اور لولا۔“

اس وقت آپ سے نہیں مل سکتی، ان کی چھٹے ماموں سے ٹرائی ہوتی ہے اور اب وہ اپنے کمرے میں بیٹھی رو رہی ہیں۔

وہ بچے کی بات کے جواب میں کچھ کہے بغیر اندر آگئی۔ یہاں لان میں جو نظارہ دیکھا، وہ کچھ حیران کن سا تھا۔ ایک اچھا خاصا سمارٹ نوجوان پیارے سے بکری کے بچے کی دونوں اگلی ٹانگیں پکڑے اسے ہوا میں گول گول گھما رہا تھا اور ساتھ میں کوئی گیت گنگ رہا تھا۔

”یہ ہمارے چھوٹے ماموں ہیں اور یہ بنی ہے۔ بنی ان کی بکری کا بچہ ہے مگر ماموں کہتے ہیں۔ میں اسے اپنا ہی بچہ سمجھتا ہوں۔“

چھوٹا سا لڑکا بڑی سفید رنگ سے بتا رہا تھا۔ زیب انسا کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی مگر چند لمحوں کے لیے کہ وہ نوجوان اب ادھر ہی آ رہا تھا۔

”کس سے ملتا ہے آپ کو؟“ بنی کو گود میں لیے اس کے سر پر ہار سے ہاتھ پھیرتے وہ زیب سے مخاطب تھا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آیا کیا نام سے مخاطب ہو رہی رہی؟ آخر کس سے تو ملتا ہی ہو گا۔ چلیے اندر تشریف لے جیئے۔

بچے کے ساتھ ہی وہ شاید رہائی کے خیال سے گھر کے چل پڑا۔ رانداری سے ہونے پر ایک بڑے سے کمرے میں اسے لاکھڑا کیا اور لولا۔

”یہاں اس وقت گھر کے تین افراد موجود ہیں۔ آپ کو جو پسند آئے اس سے بات کر لیں۔“

زیماس نے پلکیں اٹھا کر دیکھا۔ سامنے بچے تخت پر امی کی بکری ایک خاتون بیٹھی تھیں۔ ان کے برابر بکری پر بھی امی کی بکری ہی ایک اور بچہ کھڑا تھا ہر اسی لڑکے کا ہر ایک لڑکا بیٹھا تھا۔ اور یہ سب زیماس ہی کو دیکھ رہے تھے۔

”السلام علیکم!“ اس نے گھر مٹ کے عالم میں سلام کیا اور اپنی ہی آواز پر کچھ اجنبی سی محسوس ہوئی۔ لیکن اس نے جواب دیا اور بکری والی خاتون سے اسے اپنے برابر بیٹھ کر رہی پر بیٹھنے کو کہا۔

”کہاں سے آئی ہو بنی؟ میں نے پہچانا نہیں، کیا تم بکری کی سبیل چر رہی؟“

جواب تھا ہر سے کہ نہیں میں ہونا تھا۔

”اچھا اچھا، پھر نانا کے سامنے ڈالوں میں ہوگی۔“

جواب پھر نانی میں اب کچھ سوالیہ انداز میں اس کی صورت دیکھنے لگیں۔

”یہ جو آپ کے گھر سے بائیں طرف ایک گھر ہے۔ ہم لوگ کل وہاں آئے ہیں۔ گھر کی حالت ک دیکھ کر وہ شرمندگی سے بتا رہی تھی۔“

”اچھا تو تم معافی ظفر اللہ کے کراسے دار بڑا ہاں کل لولا اور مانی شاد ہے تھے کہ سامان آیا ہے۔“

آج سے ہیں مگر ہم نے دھیان نہیں فرمایا۔ تم ٹھیک سے بیٹھ جاؤ۔“

تخت پر بیٹھی خاتون نے محبت سے کہا پھر اس لڑکے سے جو اسے یہاں تک لے کر آیا تھا بولیں۔

”تم گھر سے کیا کر رہے ہو؟ اس منوس دیکری کا بچہ کو گود سے اتارو اور فرج سے شیراز کی بوتل نکال کر لاؤ۔“

”آپ اسے منوس نہ کہا کریں۔ میں نے اسے بیٹا بنایا ہے اس لحاظ سے آپ اس کی دادی لگتی ہیں۔“

”بکومت!“ اس کی بات پر کارپٹ پر بیٹھا لڑکا ہنس پڑا تھا۔ اور یہ ہنسی خاتون کو تپا گئی تھی۔

”بیٹا! کیا نام ہے تمہارا؟“ گری پر جو بیٹھی تھیں وہ پوچھ رہی تھیں۔

”زیماس! اس نے دیر سے بتایا۔“

کالو بڑا حق ہوتا ہے۔ چلو جنید! بہن کو دوا لاکر دو۔“

انہوں نے لڑکے سے کہا کہ وہ بھی فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ہی زیماس سے کہتے ہوئے اٹھی۔

”نانی! گھر میں اکیلے ہوں گی، میں چلتی ہوں۔ پتہ نہ سن کر کے بعد اگر تیار کرواؤں گی۔“

”یہ خود دوا تمہارے گھر سے آئے گا اور جب تمہاری نانی کی طبیعت ٹھیک ہو جائے پھر ہماری طرف ضرور آنا۔“

فری اور نانا تم سے مل کر بہت خوش ہوں گی، اپنی نانی اور امی کو ہماری طرف سے سلام کہنا اور یہ بھی کہ ہم نانی کا حال پوچھنے آئیں گے۔ تمہاری طرف۔“

وہ ان لوگوں کے اخلاق سے متاثر ہوئی خدا حافظ کہتی باہر نکلی تو رانداری میں بکری والا لڑکا مل گیا۔

”آپ جو سپرے بغیر لٹا رہے جا رہی ہیں؟“

بچہ شائستہ مگلاں گھون میں مٹتی دھڑکتی سی تھی۔

”جی! میں نے جلدی سے آپ کا شکریہ ادا کیا۔“

جائے کو قدم بٹھانے۔

”شکر یہ تو آپ کا کہ آپ کی بدولت آج ہم جو س پر نہیں گئے ورنہ ہماری اماں کو ہرے کو سینا سینا کر دیتی ہیں۔“

یہ کہہ کر گلاس منہ سے مگلا لیا۔ وہ تیز قدموں سے باہر آگئی۔

نانی اس کی منتظر تھیں جو ہی کمرے میں داخل ہوئی بولیں۔

”ہاں کیا کہتے ہیں لاکر دیں گے یا نہیں؟“

”نانی! وہ تو کافی اچھے لوگ ہیں۔ انہوں نے فوراً اپنے لڑکے کو دوا لانے بھیج دیا۔ بس چند منٹوں میں لے کر آتا ہر گاہ کہہ رہی تھیں ہم تمہاری نانی کا حال پوچھنے آئیں گے۔“

”اور تم تعین کہ ان کی طرف جانا ہی نہیں چاہ رہی تھیں۔ پڑوسیوں سے میل ملاقات رکھنا چاہیے اب میں تو اپنی بیویوں کی وجہ سے ایسی لاچار ہوئی ہوں کہ کہیں آج بھی نہیں سکتی ورنہ تو خود ان کے ہاں جاتی۔“

”نانی جان! میں تو اس خیال سے نہیں جا رہی تھی کہ معلوم نہیں کس مزاج کے لوگ ہوں گے۔ اتنا بڑا سا گھر ہے، ابی کا مزاج بھی تمہارا سا ہو گا، مگر وہاں بڑے

گھر والی کوئی بات ہی نہیں سادہ سا فریج ہے اور بہت اچھے مزاج کی خواتین ہیں، دونوں ہی سادہ اور پُر خلوص تھیں۔ ان کے گھر میں دو روکیاں بھی تھیں، پہلے وہ بھی بگھیں کہیں ان کی روکیوں کی سہلی ہوں۔ اور نانی جان ان کے گھر میں ایک روکا ہے، اس نے بکری کا ایک بچہ پال رکھا ہے، بلکہ اس کو اپنا بیٹا بنایا ہوا ہے جب میں ان کے گھر میں داخل ہوتی تھیں وہ اسے ہوا میں گول چکر دے رہا تھا۔

اس نے چیتے بونے نانی کو یہ بات بتائی تھی میں کر بولیں۔

ہاں بھی ہوتے ہیں کچھ لوگ جو جوا نوروں سے بہت محبت کرتے ہیں مگر قہیں ان کے لڑکوں کو دیکھنے ان کی عادات جاننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پس لڑکیوں کے پاس چل جایا کرنا اور کچھ دیر بیٹھ کر واپس آجایا کرنا۔

کمال کرتی ہیں آپ بھی نانی! اب بھلا میں کوئی ایسی ولیسی ہوں۔ کچھ تو اس کی اس محبت پر ہنسی آ رہی تھی اس لیے آپ سے بھی ذکر کر دیا۔

بہت دیر کر دی تھا دی ماں نے اب تک تو آجانا چاہیے تھا چلو خیر آجائے گی۔ خریداری بھی تو خاصی کرنا تھی۔

خود ہی سوال خود ہی جواب، زیب کی رائے نہیں چاہی تھی۔ ذرا دیر کے بعد بولیں۔

”مجھے پانی تو ملا اور سنو، اب جو ان کا لڑکا دوا لے کر آئے گا تو اسے دروازے سے ہی نہیں لوٹاؤ۔ اندر بلا لینا چاہئے چلا کر بیجنا۔“

نانی! اتنی گرمی میں وہ بچے چار دوا لے کر آئے گا اور پھر اوپر سے مزید نظم یہ کہ اسے چائے پلائی جائے گی۔ وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائے گا کہ میں نے ان کی مدد کر کے انتہائی غلطی کی ہے۔

”اچھا زیادہ باتیں مدت بناؤ، شربت ختم ہو چکا ہے اگر تینوں رکھے ہیں تو سبک نہیں بنالینا، وہ اشبات میں سر بلا کر کچن میں آگئی۔“

کچھ دیر بعد کئی اور ان کی آمد کے پانچ منٹ بعد جنید نانی کی دوا لے کر آگیا۔ نانی نے اُمی سے کہا۔

”اسے میرے کمرے میں ہی لے آؤ، ایسے تنگ

بچے کو دیکھ کر دعا تو دے دوں۔“

اُمی کی ساری شان بنگ اس کمرے میں نانی کے بنگ کے برابر دوسرے بنگ پر پھیلی ہوئی تھی۔ زبا اور اُمی نہیں چاہ رہی تھیں کہ جنید یہاں آئے مگر نانی نے آواز دے کر بلالیا۔ سر پر دست شفقت پھر احوال، نا ہنشاغل غرض من دس منٹ میں اچھا سا اسٹریو کر ڈالا۔

نانی! میرے کزن کو آپ جیسی خواتین بہت اچھی لگتی ہیں اگر وہ میرے ساتھ آتا تو آپ کو دیکھ کر مجھ سے نہیں زیادہ خوش ہوتا۔“

”اچھا کہاں ہوتا ہے تمہارا کزن؟“ نانی کو بھی دلچسپی پیدا ہوئی، ویسے جنید کے گفتگو کے دوران وہ اپنی بیماری کو ذرا پیش کر چکی تھیں اور خاصی فریٹش دکھائی دیتے لگی تھیں۔

”یہیں گھر پر ہوتا ہے، میرے ساموں کا بیٹا ہے۔ واسن نام ہے اس کا۔“

”اچھا میری طبیعت سنبھل جائے تو میں آؤں گا۔“

تم لوگوں کی طرف۔“

جنید کچھ دیر بیٹھا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

کیسا سعادت مند بچہ ہے، تنگ والدین کی اولاد لگتا ہے۔ بیمار ہوا تھا والد حیات نہیں یہ اور اس کی بہن میں دو ہی بہن جاتی ہیں، بہن اس سے چھوٹی ہے۔“

”واہ نانی! آپ نے تو مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں۔“ وہ ہنس پڑی تھی۔

”پڑوسی میں ہمارے اور ان کے بارے میں ہیں ایک نہ ایک روز تو سب علم ہونا ہی ہے، پھر میں نے کوئی غلط بات نہیں کی اس کے ساتھ اور اگر اسے ہم سے کچھ چھپانا ہوتا تو میری باتوں کے جواب دیتا ہی نہیں، تسبیح تمہارا نانی کی طرف اچھے لوگ ہیں۔ زبا بھی بڑی تعریف کر رہی تھی۔“

”زبا کو کس نے بتایا ان کے بارے میں؟“ اُمی حیران ہوئیں۔

جواب میں زبا نے سب بتا دیا۔

”اکیلے جانے کی کیا ضرورت تھی، ذرا دیر بعد

میں آئی جاتی۔“

”اچھا! ماں کا کوئی احساس ہی نہیں، میں چاہے دنیا سے اٹھ جاتی۔ نانی کو سخت غصہ آگیا۔ بلکہ پھر پھر کہتے ہی ہانپتا دونوں پریشان ہو کر انہیں منانے لگیں۔“

شام کو زبا نے سو سے بٹائے نانی کو پڑوسی یاد آئے بولیں۔

”چار پانچ سو سے پڑوس میں دے آؤ۔“

”اچھا نہیں لگتا بار بار ان کے ہاں جانا۔“ وہ جانا نہیں چاہ رہی تھی۔

”کیوں اچھا نہیں لگتا، بیویوں کہو کچھ دینا اچھا نہیں لگتا۔ بی بی دل کو کشادہ رکھتے ہیں اور پڑوسیوں کا تو بڑا حق ہوتا ہے۔“

”وہاں اتنے سارے لوگ رہتے ہیں اور میں چار سو سے لے کر پانچ سو اس میں اتنا تنگ ہوں۔“

”ایک تو تمہیں احساس کمتری نے کہیں کا نہیں چھوڑا۔ اگر عمل نہیں ہے ہمارے پاس تو جو پڑا بھی

تو نہیں۔ اچھے خالص کچے گھر میں رہتے ہیں۔ زیادہ نہیں مگر اتنی ذریعہ زمین تو ہے کہ ہم تینوں کی گزر بسر جو سکے، تم چتا نہیں گن سوچو میں رہتی ہوں دولت کی خواہش نے تمہیں کہیں کا نہیں چھوڑا۔“

”یہ بات نہیں ہے نانی جان! میں تو بس اتنا کہنا چاہ رہی تھی۔“

”کوئی ضرورت نہیں صفائیاں پیش کرنے کی، بوسے رکھو پلیٹ میں اور دے کر آؤ ان کے ہاں۔“

”اُمی سے تو پوچھ لوں، انہیں پہلے بھی میرے ادھر جانے پر اعتراض ہو رہا تھا۔“

”کوئی اعتراض نہیں تھا چلو جلدی دے کر واپس آؤ میں چائے کے انتظار میں بیٹھی ہوں۔“

”دو پیڑ درست کرتی پلیٹ میں پانچ سو سے رکھے وہ خرمنہ کی ایک بار پھر ان کے گیٹ پر کھڑی تھی۔“

”آئیے آئیے۔“ وہ کیوں گئیں۔ وہی بکری دالا روکا یہاں قریب ہی کھڑا پودوں کو پانی دے رہا

تھا۔ زبا نے اندر آ کر خائستگی سے سلام کیا۔ جس کا جواب دینا اس نے ضروری نہیں سمجھا۔ پلیٹ پر نگاہیں پڑ گئے بولا۔

”کیا لے کر آئی ہیں؟“

اس نے جواب دینے کے بجائے اسے تھما دی سفید کر وشیے کا درمال ہٹا کر دیکھا اور بولا۔

”آہ! اسو سے تو یہ خوشیوں میں آپ کے گھر سے اٹھ رہی تھیں۔ ادھر میں بڑی طرح بے چین ہو رہا تھا چارے گھر میں تو سب کے سب کچھ کام چور ہیں، میں وقت کی روٹی کے سوا کچھ نہیں بکتا یہاں آپ جب بھی ایسی مزے مزے کی چیزیں لکھا یا گئیں کچھ ضرور بیجھا کریں۔ ایسی بے تکلفی اور جو کچھ بن پر وہ حیران تو ہوئی مگر حیرت ظاہر نہیں کی، اشبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ایک سو سے اٹھا کر کھانے لگا۔ ساتھ میں تعریف بھی جاری رہی اور کھانے کے بعد بولا۔

”کچھ جنید نے بتایا تھا آپ کے گھر میں ایک نانی بھی ہیں جو کچھ بے حد پسند آئیں گی، اور آپ تو میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ یہ پڑوسی ہی کچھ بے حد پسند آئیں گے۔“

میں اب چلتی ہوں۔ وہ اسے اندر جانے کو بھی نہیں کہہ رہا تھا۔ گیٹ کے سامنے اس کا راستہ روکے ہی کھڑا سموسوں سے انصاف کرنے میں مشغول تھا۔

”آئی جلدی بھی کیا ہے۔“

مجھے چاہئے بنانی ہے۔ نانی انتظار کر رہی ہوں گی۔

اس نے والپس کے لیے قدم بڑھائے۔

اپنی پلیٹ تو لیتی جائیں۔“

پھر کھیں گے جاؤں گی۔“

جلو جلیو، آپ کی مرضی۔ اور وہ والپس آگئی نکلتا ہے سب کوسے۔ یہی کہا جائے گا گھر والوں کو تو بتا بھی نہیں چلے گا کہ میں کچھ لے کر آئی تھی۔ ویسے پلیٹ والپس نے آئی چاہیے تھی۔ انتخابی سٹ سے ہوا۔

اب جو یہ پلیٹ اس نے ادھر ادھر رکھ دی تو سب خراب ہو جائے گا۔

گھر آئی تو نانی پرورٹ لینے کو بے تاب اس کی منتظر بیٹھی تھیں۔

ہاں پھر دیے تم نے ان کو کوسے لے کر کیا کہا انہوں نے؟

نانی، ان کا بکری والا لڑکا گیٹ پر ہی مل گیا تھا اس نے پلیٹ وہیں پکڑ لی اور میں والپس آگئی۔ اسے ہے کیسے بے وقوف ہو تم، اندر جا کر کسی خاتون کے ہاتھ میں پکڑاں تھی۔ رٹکے تو رٹکے چھوڑے ہوتے ہیں، وہ سب جڑو ہی کہا جائے گا گھر کی عورتوں کو تو علم بھی نہیں ہوگا۔

چلیں جہیں تو نہ سہی، ہم کون سے سونے کے سوسے لے کر گئے تھے۔

نانی اس کی حماقت پر بڑبڑاتی رہی وہ کہیں میں آگئی اُمی نے چائے بنا لی تھی۔ اب کیوں میں انڈیل رہی تھیں۔ وہ بھی ان کے قریب آگھڑی ہوئی۔

نریمان کھنے لوگ ہیں چڑوس میں؟ انہوں نے پوچھا۔

بیتا نہیں اُمی میری ملاقات ابھی سب سے نہیں ہوئی، ویسے میرا خیال ہے۔ کالی سارے لوگ ہیں۔ تقریباً سات آٹھ یا شاید اس سے بھی زیادہ، جہرے پرے گھر کھٹے اچھے گھٹے ہیں اسے نانا اُمی

اس کے لمبے میں حیرت تھی۔ انہوں نے سموس کیا۔ جواب میں بولیں کچھ نہیں، مگر مانی اسے تیز مزاج کی نہ ہوتیں تو ہم ان کے ساتھ رہ سکتے تھے۔ ان کی دونوں بیٹیوں سے تو میری اچھی دوستی تھی۔ ہم ان سے کچھ مانگتے تو نہیں تھے پھر بھی مانی کو ہمارا وہاں رہنا اچھا نہیں لگتا۔ بے چاری نانی بھی آپ کی خاطر بیٹے کا گھر چھوڑ آئیں۔

اب چھوڑو ان باتوں کو جو ہوتا تھا وہ ہو چکا۔ اُمی، اگر تباہ دوسری شادی نہ کرتے تب ہم اتنے اکیلے نہ ہوتے۔ ان کی سن ان کی سن کر کے وہ کہہ رہی تھی۔

اگر مگر کا شش دن باتوں سے بھلا کیا ہوتا ہے۔ جو قسمت میں لکھا ہو وہ ہو کر رہتا ہے۔ انہوں نے دھیرے سے کہا۔

اب میں تو اب کو دو منر پر بیٹیاں ہی ملی ہیں۔ بیٹے کی آواز میں دوسری شادی کی بھی مگر بیٹیاں نہیں ہوا اور میری دھلا ہے جو بھی نہیں۔ انہوں نے ہم پر ظلم تو ڈالا ہے۔ انہیں سزا ملنی چاہیے۔

تم جی مت جھگڑا کرو، غرض رہا کرو۔ میں اور مانی تو ہیں تمہارے سر پر پھر نہیں کس بات کی فکر ہے؟ اُمی، مجھے بتا پھر رٹا غصہ آتا ہے۔ کس طرح انہوں نے بیوی اور بیٹی کو در بدر کر دیا۔ میں نولانے کے سر پر گرم کھینچنے کو اکیلا چھوڑ دیا۔ یوں بھول گئے جیسے ہم سے کوئی تعلق تھا ہی نہیں۔

یہ مرد وفات ایسی ہی ہوتی ہے۔ اُمی کے منہ سے آؤ نکل گئی۔

اور ساموں انہیں بھی تو توفیق نہیں ہوتی کہ مینے دو مینے بعد چار انہیں تو نانی کا ہی حال دیکھتے آجایا کریں۔ آئی اُمی اگر نانی کی یہ حقارتی ہی جائزہ آپ کے جتنے میں نہ آئی تو بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتے۔ اس کی آواز بھر آگئی تھی۔

ایسے نہیں سوچتے ہی، خدا تعالیٰ سب کا راز ق ہے۔ وہ تو وہاں سے بھی رزق عطا کرتا ہے جہاں سے انسان کو امید بھی نہیں ہوتی۔ جیو شاہاش، یہ چائے کے برتن باہر رکھو۔ اسکا منتظر بھی نہیں ہوں گی، ان کے سامنے ایسی کوئی بات نہیں ہونی چاہیے۔ ان کی طبیعت

آج ویسے ہی کچھ ٹھیک نہیں۔

وہ اس سے بڑبڑاتی رہی کہ مانی آگئی، جہاں نانی واقعی منتظر بیٹھی تھیں۔ اُمی آئیں تو انہیں دیکھتے ہی بولیں۔

تم نے سنا، یہ پلیٹ کسے تھا آئی ہے اور پھر تفصیل سے اس کی حماقت کے بارے میں بتائے لگیں۔

چلیں اسکا کوئی بات نہیں، دانے دانے پر مڑ ہوئی ہے اگر یہ اس رٹکے کی قسمت کا تھا تو پھر وہی کھائے گا اب غصہ نہ کریں۔

نانی اسکا کوسے پسند نہیں آئے، مگر میں زیادہ لگ رہی تھیں انہیں اور ایک اعتراض یہ بھی تھا۔

تم نے ٹھیک طرح سے لال نہیں کیے لیکن ہی نکال دیے ہیں۔ زیادہ حد سے زیادہ کام چور ہوئی جا رہی ہو، ایسے کوسے کھا کر جساتے کیا سوچیں گے۔ ہمارے بارے میں کیسی پوچھ پچھرتیں ہیں، کچھ بنانے پکھانے کا سلیقہ تو نہیں ہے انہیں۔

نانی، ایس باتیں خواتین کرتی ہیں اور یہ تو ننگ پیچھیں گے ہی نہیں۔ وہ لڑکا سارے کے سارے پڑ پڑ کر چکا ہوگا۔

خدا کرے ایسا ہی ہو۔

کوئی انہیں یا ان کے خاندان کو بھی بڑکھ دے۔

یہ ان کی برداشت سے باہر تھا کہ وہ واقعی بڑی طریقے سلطنت وال خاتون تھیں۔ اب تو محنت، اجازت نہیں دیتی تھی کہ کچھ پکائے کو کچھ میں جائیں یا سلائی بنائی کریں جب تک محنت نہ رہی، خاندان میں اور ملنے والوں میں ان کی بے حد تعریف اور دھوم رہی کہ وہ چاہیں جہیں سارے ہنر آب فواری کو بھی سکھا دیں مگر نہ سلائی کو اپنی پڑھائی بڑی عزیز تھی۔ کچھ کلام تو دیکھی سے کر لیتی تھیں اور ان کے شے میں اسے بالکل مزا نہیں آتا تھا۔ یہ بھی بھلا کوئی بات ہے، ایک خانہ آوارہ چڑھاؤ، نظر نکالنے صبح سے شام کبھی رہو، البتہ اس کی اُمی یعنی نسیم بیگم بہت مہربان سلائی بناتی اور کوشش کے کام میں۔

کیسا آجڑا سا محنت ہے اور ہے بھی اچھا خاصا اگر اور کھاری بنا کر گلاب سوتیا اور کچھ ہنر ہاں نکالی

جائیں تو بہت اچھا ہے۔ نانی آج گھر کے ایک ایک کوسے کو سونا نے کے بارے میں سوچ رہی تھیں۔

ہاں نانی جان، مانی کے پودے تو بہت سارے ہوئے چاہیں پھر جب لال لال مانی لال لال گئے تو میں نہ کھپ بناؤں گی۔

صرف مانی ہی نہیں بولیاں اگلا کریں، مڑ اور چند سب کچھ لگ سکتا ہے۔ نسیم کل تم بازار جاؤ تو بیچ لیتی آنا۔

اسکا آج آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں، صبح کیا ریاں بنانے میں لگ جائیں گی۔ کچھ دن آرام کریں پھر یہ سب دیکھا جائے گا۔

برسات تو بس شروع ہوا ہی چاہتی ہے اس موسم میں ہنری لگا دوں گی تو چارہ سب کھائیں تم کل بیچ لیتی آنا۔

شام تک موسم بالکل ٹھیک تھا، یہ تینوں رات تو مجھے تک سمن میں ہی بیٹھی رہیں۔ نانی کی طبیعت بھی بہتر تھی، وہ موڈ میں بھی تھیں۔ پر اسے کھنے کھاناں جن میں زیادہ کھیت ہی بڑی دیکھی اور کشش نہیں ہوتی تھی۔ سنائیں یہ ہیں۔ نانی بتایا کرتی تھیں۔

میرا میک بہت اصر تھا، بہت سے باغات ہماری ملکیت تھے۔ لکڑی کا کام یعنی درختوں کی خرید و فروخت بھی ہوتی تھی میرے ابا کا بہت بڑا بنگلہ تھا جس کے کمرے اسنے بڑے سے کمرے پروری باغات آرام سے ماسک بھی، ہمارے ہاں لکڑی کے خلائات خالص لیم کے بنے تھے۔ ان پر سیا گونا لگایا جاتا تھا یا پھر شینل کے خوبصورت لحاف چڑھاتے تھے۔ سہری پر باریک جالی جس پر چاندی کا خوبصورت کام بنا ہوتا تھا، ڈال جاتی تھی اور ملازم عورتیں یا دوری خانے میں کسی ہر وقت ہی کوئی نہ کوئی مندر چڑھ کر کرتی رہتی تھیں۔ چوبیس گھنٹے ہسٹائون کا آنا جانا تھا، ریتا تھا اور چوبیس گھنٹے ہی چار سے ہاں چوہا جاتا تھا۔

آسنے دانے نہاؤں گے تھے جو بے حد نفیس تھے، تحائف کے ساتھ نانی کے لٹاک حوٹ میں آکر آتے تھے گھر میں رہنے وال بچہ بچوں چاہیوں کے تھے اور اس دور کی بہت سی باتیں برسات یوں نانی جانتی تھی۔ جاڑے کا استقبال ہنری اور حلوہ جات بنا کر کیا جاتا تھا۔

گرمی کے آغاز پر ڈھاکرے لعل مشکوٰی جانی تھی۔

”ہائے کیا دور تھا اور کیا مہرے تھے نانی اماں کے کتنا خوبصورت اور چمکدار وقت گزارا ہے انہوں نے۔ اسی لیے تو ایسی با اعتماد ہیں۔ کسی کی دولت سے قطعاً غریب نہیں ہوتیں کہیں جو میں ایسی بات منہ سے نکال دوں تو کندھے سے اچکا کر کہتی ہیں۔ یہ تو کچھ بھی نہیں میرے آبا کے پاس تو اس سے کہیں زیادہ دولت تھی اور ساری کی ساری حق حلال کی گمان تھی۔ ایک میں ہوں جب سے ہوش سنبھالا ہے۔ اماں کو ترس رہی ہوں۔ اچھا گھر میرا خواب ہے۔ نانی کے آبا جتنی دولت نہ ہوا اتنے عطا نہ ملیں مگر گھر کچھ نہ کچھ تو ہونا چاہیے۔ اب یہ گھر اس میں تو بے ہے بڑے شرم آتی ہے، کروڑوں کی حالت تو درست ہے مگر بیرونی دروازہ اور دیوار کسی بدرنگ ہو رہی ہے، باہر سے دیکھو تو یہ بالکل کندھ معلوم ہوتا ہے۔“

ظفر اللہ صاحب نے گویا بہت کم مانگا تھا۔ اسی نے غنیمت جانا اور ان کیسے یہاں پر ویسے ظفر اللہ صاحب کو ایسے کندھ کا گریہ سناتے ہوئے مٹھم آنی چاہیے تھی، بھلا یہ انسانوں کے رہنے کے قابل تھا دو کمرے اور چھڑے سینٹ کی دیواروں والا صحن جس کا فرش آدھا بچا ہے آدھے میں لوٹا پھوٹا اینٹوں کے ٹکڑے لگے ہوئے ہیں۔ صحن میں نیکو تو سنبھل کر چلنا پڑتا ہے ورنہ ٹھوکر کھا کر گر بھی سکتے ہیں۔ پتا نہیں لگے کہ کسی ایسے سے گھر میں رہنا نصیب بھی ہوگا یا نہیں۔ ہائے مالک مجھے ان خستوں سے ساتھ ہی دنیا سے ہٹا ڈالنا۔ تیرے یہاں کسی چیز کی کمی ہے بس مجھے اچھا سا گھر اور آسودہ حال زندگی عطا فرما دے۔“

نانی اور امی سونے کے لیے برآمدے میں بہتر لگا کر لیٹ چکی تھیں اور اس کے ذہن میں نانی کی سنائی کہانیاں چکر رہی تھیں۔ وہ کھلے کھلے آنکھوں میں سوئے اور گلاب کے خوشبو لٹاتے پھول کھتے تھے۔ برقیے بڑھنے کے سہانے کمرے اور زیورات میں لدی میٹھی پٹریوں میں بکریں مہنتی مسکراتی رادھر سے ادھر جاتی روکیاں۔

وہ صحن میں بیٹھی دور بہت دور کہیں گم تھی۔

پھر اسے نیند آگئی وہ وہیں تخت پر لیٹی اور سو گئی۔ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ نامافوس سے شور سے آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور پہلی بڑے زور شور کے ساتھ چمک رہی تھی بارش بس شروع ہوا جاتی تھی۔ وہ برآمدے میں آکر امی کے برابر والے بستر پر لیٹ گئی۔

بادل کی گرج اور بجلی کی چمک نے نانی اور امی کو بھی بیدار کر دیا تھا۔ نانی اور زبیا دونوں ہی کڑی چمکی بچپنوں سے بہت ڈرتی تھیں اور موسم کے پورا تھیں بھانے جلتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ ایسا طوفان کہ دل بہم جاتے تھے انہیں یہ نگر بھی تھی کہیں کوئی دیوار نہ گر جائے۔ مگر خیریت ہی تھی۔

بچے موسم بہت خوشگوار تھا۔ دھوپ نہیں نکلی بادل چھانے پہنچے تھے اور بواؤں میں مستی کی جھری تھی۔ نانی بہت خوش تھیں۔ امی سے کہہ دیا تھا آج میں کیا دیاں بناؤں گی۔ بازار سے بڑی گوشت لینے جاؤ تو بیچ یاد سے لیٹی آنا۔ زبیا صحن میں کھڑی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اس کے چھوٹے سے گھر کے برابر میں کھڑی وہ بڑی سی عالیشان عمارت جس میں کئی درخت تھے اور سبز و سفید میں گھری وہ سفید عمارت جس پر برسی بادلوں کا سایہ تھا کتنی دلکش دکھائی دے رہی تھی۔ لیکن بھی اچھے سا دھڑاچ کے مالک ہی اگر ان کے ہاں جایا جائے اور ان کے لان میں کچھ پھولوں کو چھو جائے تو ہرگز برا نہیں مانیں گے۔

”نانی جان! کیا خیال ہے۔ موسم بہت اچھا ہو رہا ہے۔ آج ہم ہسائیوں کے ہاں نہ ہو آئیں؟“ خیال تو نیک سے ہیں کچھڑے بدل کر بالوں میں گھسا کر لوں پھر چلیے ہیں۔ نانی کو اپنے ہار سنگھار کی بڑی فکر رہی تھی۔

”اماں! ابھی تو آپ کیا دیاں بنانے کی بات کر رہی تھیں۔ اب ہسائیوں کے ہاں جا رہی ہیں۔“

نیرید بیگم چادر اوڑھ کر بازار جانے کو تیار کھڑی تھیں۔

”کھڑی دو گھڑی بیٹھ کر واپس آجائیں گے، پہننے کوئی داستان امیر ضرور شروع کرنا ہے وہاں جا کر۔“

امی بازار چلی گئیں۔ زبیا نے منہ ہاتھ دھو کر بال بنائے مگر نانی کی تیاری مکمل ہونے میں نہیں آ رہی تھی۔ آنکھوں میں سرمہ لگایا پھر دونوں بازوؤں میں سونے کے کڑے لٹائے، انگوٹھیں، کالوں میں ہلکی سی ہچکلی مگر انہیں لگتے ٹھنڈی رہ گئی۔

”ابھی ہی تیاری ناکمل ہے۔ چلیں نانی جان! اب تو دیر ہو رہی ہے۔“

”دیر کا بچہ کی سچ کے ساڑھے نو بجے ہوئے ہیں۔“

”مگر آپ اتنی لمبی چوڑی تیاریوں میں کیوں لگ جاتی ہیں۔“

”یہ ضروری ہے زبیا۔ بیٹی! آخر لوگوں کو یہ علم ہونا چاہیے کہ ہم شروع سے ہی حالات کے ستارے ہوتے پڑے ہیں۔ کبھی تو بھی بہت فضل رہا ہے۔ ہم طرے سے ملنے والی مینلی سے نکلتی رہتے ہیں اور انہیں آنے جانے ملنے ملائے کا ڈھنگ آتا ہے۔“

وہ بھی نانی کی بات کی قابل ہو گئی، مگر اگر نانی زیورات پہن کر ان کے ہاں جائیں گی تو زیادہ قدر ہو گی۔

دونوں جب اس سفید عمارت میں داخل ہوئیں تو یہاں وہاں ویرانی تھی لان بالکل سناں تھا بڑے ہی بد وقت لوگ ہیں ایسے موسم میں بھی کمرے میں کچھ بیٹھے ہیں، نانی نے ناک چڑھا کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

گیت کھلا تھا، ہم بغیر بیل دیے اندر آگئے تھرا خیال ہے کال بیل بجائی چاہیے تاکہ کوئی باہر آئے وہ دوبارہ گیت کی طرف پڑیں۔ نانی بڑے شوق سے یہاں کچھ پیارے پیارے پھولوں کو دیکھنے لگیں۔ بیل کی آواز پر وہی شروع سا ڈرکا باہر آیا تھا۔ پہلے نگاہ نانی پر پڑی۔ اس نے سلام کیا اور بولوا۔

”آپ شاید سلیم کی دادی ہیں اگر وہی ہیں تو سلیم سے کہہ دیجئے گا۔ اب بہت دن ہو گئے کچھ سے جو زلمے کر گئے تھے وہیں کرو۔ اتفاق سے وہیں نے اپنے لیے تیار کیے تھے، اور ایک شکایت لکھی اور بھی کرنا مٹی آپ سے۔“

”السلام علیکم! زبیا نے جیسے سے کہا اس نے نانی سے نگاہ ہٹا کر اسے دیکھا اور بولا۔“

”آئیے میں۔“ صبح سے آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ ایسی بات پر نانی کی آنکھیں پھٹ سی گئیں اور منہ کھل گیا۔ ادھر زبیا کا رنگ واضح طور پر بدلا اور چہرے پر گہرا سٹپ چھا گیا، ادھر وہ کبہر ہاتھ، اسل میں کچے پوری امید تھی کہ ہمارے باڈو کی کھانے ایسی پیاری برسات کو منانے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ وہ ضرور برسات کے اس صحن موسم کی مناسبت سے کوئی کیوں تیار کر رہے ہوں گے، بس میں انتظار میں ہی تھا مگر آپ تو خالی ہاتھ دکھائی دے رہی ہیں۔ اس کی وقت سے دونوں کی جان میں جان آئی۔

”یہ میری نانی ہیں۔ انہیں میں لے کر آئی ہوں۔“ اس نے تعارف کروایا۔

”اچھا تو آپ کے ہاں برسات کے موسم میں کیوں کے بھائے نانی؟“

”کچھ کہتے کہتے خیال آیا۔ فقر تو ناکمل چوڑا اور بات بدل کر لوں انہیں پہلے ہی سوچ رہا تھا ایسی معقول خاتون نسیم کی دادی ہو نہیں سکتیں۔“

”آئیے۔ آپ لوگ اندر آجائیں۔“

”اُس نے انہیں اسی بڑے سے کمرے میں لا بٹھایا جہاں کل سے کر آیا تھا مگر آج یہاں کوئی موجود نہیں تھا۔“

”بیٹا! تباری والدہ کہاں ہیں انہیں بواؤ؟“

”نانی! انہیں بلواؤ تو لوں مگر کافی ٹائم لگ جائے گا۔ آتے جاتے ہیں۔ اصل میں ہمارے رشتے کے ایک دادا آتا اچانک صرف پچاس سال کی عمر عزیز پا کر اس دار فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔“

صبح ہی صبح جب سب گھر والے خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے انہیں دادا کی آمدی نیند کی اطلاع ملی۔ ایک جھپک جھپکے سے سب تیار ہوئے اور اندرون کو چل پڑے۔ گھر میں صرف میں ہوں اور میں نے بھی ناشتا نہیں کیا کیونکہ مجھے صرف اندھا بنانا اور لوٹ کر گرم کرنا آتا ہے، اور مرنے کی بات آج گھر میں نہ آئے ہیں نہ توں۔ میں کچھ سے خیالوں میں خیالوں میں مڑ رہی تھی کچھ کر خود کو بھلا رہا ہوں۔ اب یہ آپ کی لڑائی تو میان نہیں کر سکتا کچھ کسی سترت حاصل ہوئی مٹی خیال

[illegible]

میں اس وقت ایک بڑا ہی اچھا خواب دیکھ رہا تھا۔ کہہ دیا میرے جانے سے وہ زندہ تھوڑی سی چوچا میں گئے۔ مجھے سو بار چنے دیں آپ لوگ ہو کر آئیں۔ ویسے بھی گھر میں کسی نہ کسی کو تو ٹھہرنا تھا۔
 نانی کی کچھ میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ میرے مذاق کے رنگ میں کہہ رہا ہے۔ یا اس کے بات کرنے کا انداز ہی ایسا ہے۔
 میں آپ کو اپنے بیٹے سے ملواتا ہوں۔ بڑا ہی شہر پر اور پیسے ملے ہیں۔ آپ اس سے مل کر بہت خوش ہوں گی۔
 وہ اٹھ کر بیٹے کو لینے چلا گیا۔ اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد زینا ناشتا بنا کر سے آئی۔
 کہاں گئے؟ آپ اکیلے بیٹھی ہیں۔
 کسی بیٹی کو لینے گیا ہے، کہتا ہے بڑا پیارا بچہ ہے۔
 وہ پیس پڑی اور بولی: وہ تو اس کی بکری کا نام ہے۔
 اچھا میں بھی کوئی بھانجا جیتیا ہوں گا۔ یہ لڑکا مزاج کا اچھا ہے، مگر میری کچھ سچے میں نہیں آ رہا۔
 بایں کچھ عجیب سی ہیں اس کی۔
 نانی: ان کا کھنکھرتا پیارا ہے، اور یہ صوفے کے نرم نرم ہیں۔ بیٹھ جاؤ تو آٹھ گھنٹے کو دل میں نہیں چاہتا۔
 نانی نے سرسری انداز میں نگاہ ادھر ادھر دوڑائی اور پلکے سے ہنکارا بھرا پھر بولیں۔
 وہ تیار ہوا تھا۔ گھر میں نہ تو آٹھ گھنٹے ہیں نہ نوں۔
 تم نے ناشتا کیا بنا یا ہے۔
 ان کے فرنگ میں تھوڑا سا پڑا تھا۔ آٹا بھی گوندھا ہوا رکھا تھا۔ مجھے والا پڑا تھا بنا یا ہے اور ساتھ میں ہوا ہے۔
 وہی میں کالی مرچ، نمک اور زیرہ ڈال لینا تھا۔
 بی نانی جان: ڈال لیا ہے۔
 یہ دیکھتے یہ ہے، بھئی! آپ کے بارے میں بنایا تو خوش ہو کر آپ سے ملنے گئے یہ آگیا ہے اور نہ بڑے غم سے دکھاتا ہے۔ ہر کسی سے نہیں

ملتا۔
 بیٹن کو لا کر نانی کے برابر والی کرسی پر بٹھا دیا۔
 اور غور و ناشتے کی طرف متوجہ ہوا۔
 ”ابا! کتنے دنوں کے بعد ایسا مزے کا ناشتا
 کر رہا ہوں، آپ کا بہت شکریہ“
 چائے بناؤں؟
 نہیں، صبح سے بخانے کتنے کپ چائے کے
 پی چکا ہوں۔ اب مزید نہیں پی سکتا۔
 ”بیٹا! تم کیا کرتے ہو آجکل؟“
 ”نانی! میں ہر فن سولہا ہوں۔ سب کچھ کرتا ہوں
 اور آجکل ہی کیا میں تو شروع سے بیگ وقت گئی
 منصوبے شروع کرنے کا عادی ہوں۔ دیکھیے ناں
 اس طرح ناکامی کے امکانات خاتمے کم ہو جاتے
 ہیں کہ آخر ایک آدمی تصویر تو پایہ تکمیل تک پہنچ ہی جاتا
 ہے، کیوں آپ کی کیا رائے ہے؟“ اس کے خاموشی
 کے۔ بیٹن کو دیکھتی رہا کو متوجہ کیا۔
 وہ جواب دینے کے بجائے نانی کو دیکھنے لگی۔
 کہ واقعی کچھ میں نہیں آیا تھا کیا کہنا چاہیے۔ اس کی
 اس بات سے سراسر اختلاف تھا مگر وہ کہہ دینا بھی
 کچھ مناسب نہیں تھا۔
 نانی بھی خاموشی سے وام کی بات سن رہی تھیں۔
 وہ گلاس میں پانی اڑھینے لگا تو بولیں۔
 ”میرا مطلب تھا بیٹا! پڑھتے ہو یا کہیں ملازم
 ہو؟“
 ”پڑھتا بھی ہوں، اگر اتنے سارے منصوبوں سے
 ٹائم ہی جانے تو ویسے میں حیرت انگیز حد تک ذہین
 ہوں۔ ایک بار کتاب پر نظر دوڑاؤں تو سب یاد ہو
 جاتا ہے اگر ذرا غفلت کروں تو اگلے پچھلے سارے یاد
 توڑ سکتا ہوں، مگر مجھے تو پھر پڑھنے سے نفرت ہے۔
 آپ پڑھتی ہیں؟“ اس نے زیادہ سے پوچھا۔
 اس سے پہلے کہ زیادہ جواب دیجی۔ نانی بولیں۔
 ”ہاں بے چارہ ہی پڑھ رہی ہے اور یہ اسی
 کی بہت ہے۔ وہ جس طرح کے حالات تھے اور
 پتی یہ نازک مزاج ہے، اس کا بڑھاپا کر لینا کسی
 بھرنے سے کم نہیں۔
 کیسے حالات؟“ اس نے پوری طرح دلچسپی لی۔

و میرا خیال ہے، اب ہم چلتے ہیں پھر کسی روز
آئیں گئے جب آپ کی ہجو اور اسی گھر پر ہوں گی۔
زیربانے نان کو کچھ بتانے نہیں دیا۔
اب کو کیسے پتا چلا کہ اس گھر میں میری ہجو بھی
رہتی ہیں؟ اس نے آئیں چاکر میرت کا اظہار
کیا۔
ہیں جنید نے بتایا تھا۔ وہ بھی بڑا سلجھا ہوا
بچہ ہے، اور بڑا ہی نیک نظرت۔ بڑی مدد کی
اس نے میری۔
اچھا تو جنید کو بھی جانتی ہیں مگر کیسے؟ اس کی
بے چینی اور بھی بڑھی۔
نان نے اسے تفصیل سے جنید کی اپنے ہاں
آمد کے بارے میں بتایا۔
"اب تو اس کا مطلب ہے، جنید گھر تک ہو آیا
ہے۔ اب میری باری ہے۔ میں بھی پکڑ لگاؤں گا۔"
"مفروضہ۔ تیار اپنا گھر ہے۔"
"اب ہم چلتے ہیں؟" زیربانہ کھڑی ہوئی۔
نان نے بھی اپنی جین کی آف واٹ چادر بنگال۔
یہ چادر وہ گزشتہ لمبی برس سے استعمال کر رہی تھیں۔
پہلے اس کا رنگ سفید ہوتا تھا مگر یہ سفید رنگ
کب تک سفید رہتا۔ آخر نان نے اسے آف واٹ
کرا لیا۔
"اتنا اچھا ناشتہ بنانے کا بہت شکریہ اس
نے زیربانہ کو عرض کیا۔ وہ جواب میں کچھ نہیں بولی۔
جب دونوں گھر واپس آئیں تو نان کو اس گھر
کی خواتین سے ملاقات نہ ہو سکنے کا بے حد افسوس
تھا۔
"یہ نہیں حفاظت سے رکھا ہوا زبور نکالا اگر
علم ہوتا گھر پر نہیں ہیں تو کسے کو اتنی تیاری کرتی؟
وہ آنا کہہ کر کچھ بڑے تبدیل کرنے چلی گئیں کہ یہ
جو سوٹ آج وہ پہن کر گئی تھیں۔ یہ بہت نرم مقام
میتھی لان کا تھا۔ اور وہ صرف انہیں خاص جگہوں پر
آنے جانے کے لیے ہی استعمال کرتی تھیں۔
زیربانہ اکیلی بیٹھی اس گھر کے بارے میں سوچنے
لی، بانٹنے وہ یکن تھا۔ کیسا میتھی سامان اور اس کو
جانتی تھیں نہیں پتا نہیں کون کون سی بجلی کی مشینیں تھیں

وہاں پر کرکری ایسی خوبصورت۔ فرج میں اتنا دھیر سا رہا پھل۔ کیسے خوش قسمت ہیں وہ لوگ۔ جن کے پاس اتنی دولت ہے۔ ایک ہم ہیں یہ لڑکا چھوٹا مکان ہے اور وہ بھی اپنا نہیں۔ اگر یہ گھر اپنا ہوتا تو چلو آہستہ آہستہ مریت ہی کر دیتے۔

”زیبا! تم کیا سوچ رہی ہو، چلو آؤ دیکھنا یہاں بناتے ہیں۔“

”نانی! ان لوگوں کا کچن دیکھنے کے قابل ہے۔ اتنا قیمتی سامان رکھا ہوا تھا وہاں بڑا اور کھلے پیٹے کا سامان بھی بہت تھا۔ خاصے امیر لوگ ہیں وہ۔“

”ہیں ان کی امارت اور عزت سے کیا لینا دینا۔ مزاج کے اچھے ہوتے تو اچھے ہیں، اور نہ پھر میں تو نہ جاؤں گی ان کے گھر، ویسے اچھے ہی لگتے ہیں۔ گھر کی عورتیں اچھے اخلاق والی ہوں تب ہی بچوں کی تربیت بھی اچھی ہوتی ہے اور یہ دونوں ہی لڑکے اچھے اخلاق والے ہیں۔“

”جس وقت لیسر بازار سے گھر واپس آئیں، یہ دونوں ایک لمبی سی کپڑی بنا چکی تھیں۔“

”بڑی جلدی آگئیں آپ دونوں پڑوسیوں کے ہاں سے۔“

”وہ لوگ گھر ہی نہیں تھے بس ایک لڑکا گھر میں موجود تھا ہم پڑوسی دیر بیٹھ کر واپس آئے۔“

”وہ سر ہلا کر کچن میں چل گئیں، اور لایا ہوا سودا سلف رکھنے لگیں۔“

”بادل اب پہلے سے زیادہ گہرے ہو گئے تھے لگتا تھا ایک بار پھر زور کا قینہ بر سے گا۔“

”پتا نہیں پڑوس کی عورتیں کب واپس آئیں۔ وہ لڑکا بے چارہ جو کاپیا سا رہے گا۔ وہ پھر میں بھی جب اپنی گوشت کا سالن بھون رہی تھیں تو نانی کو روہ کر واپس کا خیال آ رہا تھا۔“

”نانی جان! آپ ایسا بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ان کے فرج میں دھڑوں دھڑ چل رہے ہونے لگے۔“

”وہ بھی موجود تھا۔ بھوکے لگے تو کچھ بھی کھالے گا۔“

”اے لیسر! تم بازار گئی تھیں، موسم ایسا اچھا ہو رہا ہے۔ سوئی ہی لے آئیں۔ شام میں کلوہ بنالیتے۔“

اب اس عمر میں اگر نانی کی اور تو کوئی معروریت رہی نہ تھی۔ دھیان کھانے پہنچنے کی طرف ہی رہتا تھا۔

”اماں! سوچی تو گھر میں موجود ہے مگر کچھ تو بے بادل دیکھ کر فکر ہو رہی ہے۔ خستہ حال دیواریں ہیں گھر کی کھیں کوئی دیوار گر نہ پڑے۔ کچھ بھی بنائے اور کھائے کو جی نہیں چاہ رہا۔“

”چار دیواریں پر آتی غور ہے مگر میں جائزہ لے چکی ہوں۔ چنانچہ اچھی کی گئی ہے بظاہر دیوار جھڑپ دکھائی دے رہی ہے، مگر اندر سے حالت اتنی بڑی نہیں ہے۔ یہ کوئی آج کا بنا ہوا مکان تو ہے نہیں کہ ایک سال بنائے کو چھ ا اور ادھر زور کی آدھی چل آدھر دیوار جھڑ دیر ہوئی۔ پرانی عمارت ہے اور خاصی معبوط ہے تم اس طرف سے تو بے فکر ہو۔“

”اماں! ہسائیوں کے گھر میں اتنے بڑے بڑے گلاب ہیں اور ان کے ہاں جاسن کا بیڑ بھی ہے، خوب موٹے موٹے جاسن لگے ہوئے تھے، اتنی تو فریق نہیں ہوتی کہ ایک پلیٹ جاسن ہی ادھر بیچ دیں۔ ہم نے کل کو سے یہ کچھ آج میں نے ناشتا بنا کر دیا ہے امیر لوگوں کے دل بڑے تھوڑے ہوتے ہیں، یہ ہم جیسے ہی ہیں جو ہر کسی کے کام آئے کو تیار رہتے ہیں، ویسے اماں اگر ہم امیر بھی ہو جائیں تب بھی ہمارے دل تو کئی ہی لڑیں گے۔ ہم تو کس سے پرانی کر ہی نہیں سکتے۔“

”تم آؤ کرکری کے ملاری میں رکھ لوکل میں نے دھوئے لگے آج بھی کرکری پر اس طرح پڑے ہیں۔“

”وہ سستی سے اٹھ کر اندر آ گئی۔ کپڑے تہہ کرتے ہوئے بھی یہ سوچتی رہی، اگر خدا کچھ دولت دے گا تو میں اس طرح ارزاؤں کی نہیں جو مستحق چوکا اس کی مدد کروں گی اور بہت اچھا سا گھر بناؤں گی۔“

”کام سے فارغ ہو کر وہ بستر پر آ بیٹھی اور اسی بارے میں سوچتی رہی یہ اس کا خوب مشغلہ تھا۔ خیالوں ہی خیالوں میں وہ خود کو ایک امیر کبیر لڑکی کے روپ میں دیکھا کرتی تھی جس کے پاس قیمتی کپڑوں اور جیولری کا دھیر تھا جس کا گھر بہت خوبصورت

تھا۔ اور وہ لڑکی جب بازار جاتی تھی تو دھڑوں شانگل کیا کرتی تھی۔ میں خواب جاگتی آنکھوں سے دیکھتی وہ نیند کی وادی میں آ کر غمی۔

”شام کو اماں نے اسے جگایا تھا، وہ جاگنے کے باوجود اٹھنے میں سستی کر رہی تھی۔“

”اب آؤ جی جاؤ۔ پڑوس سے ایک لڑکی اور دو عورتیں آئی ہیں۔“

”تب وہ اکیدم سے جاگ گئی بالوں کی جوتی دوبارہ بنائی تو خاصا ٹام ٹنگ جتنا۔ پس اوپر سے برقع چھڑا نیز دھویا اور نانی کے کمرے میں چلی آئی جہاں جان بیٹھی تھیں۔ دونوں غواہین سے تو وہ ملنے لگی تھی۔ اب لڑکی کے ملاقات ہوئی اور پتا چلا یہ فرج ہے۔ ہم اسے فری کہتے ہیں۔“

”نانی! اور دونوں غواہین باتیں کرنے لگیں وہ اور فرج خاموش بیٹھیں بس ایک دوسرے کو دیکھ کر سکرا رہی تھیں۔“

”لڑکی! کچھ بات کرو، فری ویسے تو ہمیں بڑا شوق تھا کہ مہادی کوئی درست تہارے گھر کے قریب بھی رہتی ہو اور آپ کیسے منہ میں گھنٹیاں ڈال کر بیٹھ گئی ہو۔“

”وہ اصل میں ہم آپ لوگوں کی باتیں سن رہے تھے۔“

”کیا بناؤں خالہ بی! ہم یہاں کتنا بورد ہوتے رہے ہیں۔ آپ کو تو علم ہی ہے اس جگہ پر آبادی کوئی خاص نہیں یہاں سے تھوڑی دور آبادی ہے مگر وہاں کے لوگ ان بڑے اور مزور رہتے ہیں۔ یہاں جو چند ایک گھر ہیں۔ ان میں فیملی نام کی کوئی چیز نہیں ہے ادھر ایک ملک صاحب ہیں وہ ایک سالارم سے ساتھ آئے بڑے گھر میں اکیلے رہتے ہیں۔ اور سامنے والے گھر میں جو بیاں بیوی رہتے ہیں ان کے تو اللہ بچائے اور ان سے وقت مرچیں چاہتے رہتے ہیں۔ پھر اس سے آگے جو دو مکان ہیں وہ کسی نے کر کے پرے کر دیے وہاں بلا شلک کی لڑکیاں بنائے کی بیٹیاں نکال رہی ہیں۔ ہم تو کبھی باپ کی دیر لے میں ہی بیٹھے تھے آپ کے آنے سے بڑی غمی

ہوتی ہے کل بنید آپ کے ہاں سے ہو کر گیا تو آپ کی بڑی تعریف کر رہا تھا کہ رہا تھا بہت نیک اور اچھے مزاج کی نانی اماں ہیں پھر آج واپس نے بتایا کہ آپ لوگ ہم سے ملنے آئی تھیں۔ اور کل جو عورتیں جیسے تھے ان کا بھی واپس نے آج بتایا۔ میں نے تو خوب ڈانٹا کہ چاراحتہ رکھا ہی نہیں عورت ہی سب کھالیا۔“

”بچتے ایسے ضرورت تو کرتے ہیں ۱۰ امی نے کہا تو واپس کی امی بولیں۔“

”وہ صرف شرارت ہی کرتا ہے اور کچھ نہیں آتا اسے، اب سچ آپ لوگ آئیں، بھائے اس کے کہ وہ مہانوں کی خاطر مدارت کرتا ان ایس سے ناشتا بنا کر کھایا اس نے، بہت ڈانٹا ہے میں نے اس کو۔“

”کوئی بات نہیں، اپنا ہی بچہ ہے۔ اسے جوبک لگ رہی تھی ناشتا بنا دیا تو کیا ہوا؟“

”مگر خالہ بی! اس نے مہانوں کو پانی تک نہیں پوچھا۔ کچھ ہم تو سخت شرمندہ ہیں آپ سے۔“

”بیٹیں! عمر منگ کا ہے کی، لڑکے ایسے ہی بال بال ہوتے ہیں، بھلا انہیں جہان داری کا کیا علم۔“

”فری تو یہاں سے اس کی تعلیم سمجھتے دھڑ کے بارے میں پوچھنے لگی چہر بات پسندنا پسند تک پہنچی، بھلا اس کا اور فری کا کیا مقابلہ شوق تو وہاں کو شاینگ کا تھا مگر زبیا کے پاس اتنے پیسے کہاں ہوتے تھے کہ وہ یہ شوق پورا بھی کر سکے جبکہ فری اسے بتا رہی تھی۔ فلاں ملاکٹ میں کپڑا اچھا ملا ہے جیولری میں وہاں سے خریدتی ہوں، کاسٹیکس یہاں سے ازساں خاموشی سے سنتی رہی۔“

”میرا ٹیبلر بہت اچھا ہے میں ریڈی میڈ فری نے کے بھائے ڈیزائن بنا کر سلوائتی ہوں۔ اپنا خریدنا ہوا کپڑا ایک تو پتا بند ہوتا ہے، اور پھر مجھے خود سے کپڑا خریدنے اور پھر سلوانے میں مزاجی بہت آتا ہے۔ تم کپڑے کہاں سے سلواتی ہو؟“

”آخر وہ سوال انہی گیا میں سے زیادہ فزودہ ہو رہی تھی۔“

”بیٹیا! ہم تو کپڑے گھر پر ہی سی لیتے ہیں اماں نے بتایا۔ نانی بولیں۔“

نیر کو تو بڑا شوق تھا سلائی بنائی کا جبکہ نیر سا
 تو ہم نے زبردستی ہی سکھائی ہے، اور سلائی کر لھائی
 بھی پس اس نے اس کی بے سیکھائی کہ اپنے کپڑے
 اچھے ڈیزائن کے بنائے۔
 اچھا تو آپ خود ہی لیتے ہیں دکھائی کوئی سوٹ؟
 فری بڑے شوق سے کہہ رہی تھی، مگر تھا ابھی
 پچھلے دنوں اس نے ایک نیا سوٹ بنایا تھا۔ فان کلر
 پر بلیک اور میرون کر لھائی تھی۔ سلائی اتنی صاف
 کنگ ٹنگ شاندار اور سب سے بڑھ کر پیرائی
 تینوں دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ فری از حد متاثر دکھائی
 دینے لگی۔
 کیا آپ یہ ڈیزائن مجھے دیں گے؟ وہ بجاہت
 سے کہہ رہی تھی۔
 بی کیوں نہیں؟ اس نے فراخ دل دکھائی۔
 ایسا اچھا تو میرا سلیور بھی نہیں بیٹا۔
 فری بٹا بٹم آجکل فارڈ ہی جو موٹر سے فائدہ
 اٹھاؤ اور نہ بیٹا سے کچھ سیکھ لو یہ بڑی گتوں والی
 بیکی ہے۔
 فری کی والدہ نامہ بیگم اسے بھاری تھیں، مگر
 فری اچھی خام کام چور واقع ہوئی تھی اور پھر جب خدا
 نے اتنا دیا تھا کہ وہ اپنی پسند کی چیز چند پیسے فریج
 کر کے خرید سکتی تھی تو پھر ان کی محنت اور جانفشانی کی
 کیا ضرورت تھی۔
 اگر کچھ سلوفا ہو تو نیر سا کو دے دینا یہ سلائی
 کر دے گی۔
 نانی کی اس پیشکش پر فری نے بے یقینی سے
 نیر سا کی طرف دیکھا، اس نے مسکرا کر انجلیات میں
 سر ہلا دیا اور بولی۔
 مجھے جملہ کچھ میں کام ہی کیا ہوتا ہے۔ کھانا پکانا
 اور صفائی کرنا، گھر کی بس اس کے بعد میں فارڈ ہی
 ہوتی ہوں آپ جب چاہیں مجھ سے سوٹ سلائی کروالیں
 "ٹھیک ہے پھر میں بانار جاؤں گی، اور اسی کڑکا
 سوٹ لے کر آؤں گی بالکل ایسا ہی سی کر دینا۔"
 دیکھو کیسی اچھی بیٹی ہے۔ کتنی گتوں والی ہے۔
 گھر کے سارے کام بھی کرتی ہے۔ اور سلائی کر لھائی بھی
 خود کرتی ہے۔ ایک تم ہر سارا دن فارڈ بیٹی رہتی ہو اور

پھر بھی کوئی کام کچھ تو جواب ہوتا ہے میرے پاس
 وقت نہیں ہے؟ اس کی امن میں بیٹی اس کے ڈانٹنے
 لگیں مگر فری ابھی خاصی لاپرواہ لڑکی تھی۔ اس ڈانٹ
 ڈپٹ کا نہ تو برا مانا اور نہ ہی کوئی اثر لیا۔
 پھر وہ لوگ جانے کی اجازت لے کر اور انہیں
 اپنے باپ آگے کی دعوت دے کر چلی گئیں۔
 کچھ اچھے ہساتے ملے ہیں ہیں؟ امی بہت
 خوش تھیں، اور ان لوگوں کے سادہ مزاج کی تعریف
 کر رہی تھیں۔
 نانی بھی تعریف کرتی رہیں، جبکہ نیر سا خاموش بیٹی
 تھی وہ کچھ ادا میں ہی چور ہی تھی، بیٹا نہیں کچھ لوگ
 اتنے امیر اور کچھ اتنے غریب کیوں ہوتے ہیں۔
 فری نے گتے غور بصورت ناپس پسینہ رکھے تھے۔
 نگ اتنا دیکھا کہ روشنی اس کے چہرے پر بڑتی
 تھی اور نیل بالٹش کا کھڑی بڑا خوبصورت تھا ہوگی
 کسی جنگی کی کپڑی کی میرے تختے میں تو یہ ہی ایک
 میڈورا آئی ہے، اور اس میں چند ایک کھڑی ہی
 مجھے پسند ہیں پس بار بار وہی استعمال کیجئے جاؤں اور
 فری نے سینڈل بھی کیس اچھی پہن رکھی تھی حالانکہ
 اس کا رنگ اتنا صاف نہیں مگر وہ سینڈل اس کے
 پاؤں میں بہت اچھی لگ رہی تھی۔
 "نیر سا! تم کیا سوچتے بیٹھ گئیں؟ امی کسی کام
 سے باہر نکلیں تو نانی کی توجہ اس کی طرف ہوتی۔
 وہ گہری سی سانس لیج کر بولی۔
 "نانی جان! بس میں ایسی ہی اتنی سیدھی سوچ
 میں اچھی ہوتی تھی۔"
 "ناں! پھر بھی پتا تو چلے اتنی ادا اس اور خاموش
 کیوں دکھائی دے رہی ہو؟"
 "نانی جان! یہ کیسی نا انصافی ہے دنیا میں۔ کوئی
 اتنا امیر اور کوئی اتنا غریب، میں ایک ایک چیز
 کو ترسی ہوں۔ مجھے کتنا شوق ہے کہ اچھے کپڑوں اور
 خوبصورت جیوٹری کاٹنگ میرے پاس آتے پیسے
 ہی کب ہوتے ہیں۔ میں تو بس یہ سب خواب میں
 ہی دیکھ سکتی ہوں۔ اچھا سا خوبصورت گھر جس میں
 قیمتی فرنیچر ہو، سادہ دیکھنے والے متاثر ہونے لگیں۔
 "ہاں! سب ہماری قسمت میں کہاں نانی دیکھے

تو آپ پر بھی رشک آتا ہے کہ آپ نے جوانی بہت اچھے ماحول میں گزاری ہے آپ کو کسی چیز کے لیے ترسنا نہیں پڑا آپ نے جو چاہا حاصل کر لیا۔ زندگی تو وہیں ہے۔

”ذیبا تم نے پہلے تو کہیں، میں بات نہیں کی۔ نانی شدید حیرت کے عالم میں تھیں۔ وہ جب رہی اور سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔ نانی کے چہرے پر دکھ اور غم کے سلسے پھیل گئے۔

”نرہیا! کیا ہوا کچھ تو بولو کیا ہوا ہے تمہیں؟“

”میں نانی! میری خواہش ہے، مجھے بڑے بڑے خواہشات گھر اچھے لگتے ہیں۔“

اس کی خواہش جان کر نانی کچھ خاموش رہ گئیں۔ ان کے چہرے پر فکر اور آنکھوں میں اک سوچ تھی۔

”ننانا میں نانی مجھ سے تو پہلے بھی طویل کرتی تھیں۔ مگر آج جب انہوں نے غنا پر پڑھی تو مجھ سے پہلے سے بھی طویل ہو گئے اور آئندہ آنکھوں سے اک قوارے سے بچتے رہے۔“

فری دوسرے روز ہی بازاار جا کر کپڑا خریدالائمتھی۔

”دیکھو ہے نا وہی کلمہ“

”ہاں کلمہ تو وہی ہے۔“ ذیبا نے کپڑے پر ہاتھ پھیر کر اس کی ملائیت پر غور کیا۔ یہ کپڑا اس کے سوٹ کے مقابلے میں کہیں زیادہ قیمت کا آیا ہو سکا۔

”میں آج ہی اس پر رشک کر کے کڑھائی شروع کر دوں گی، کڑھائی میں کانی در لگتی ہے۔ اس لیے سب کو کچھ دن انتظار کرنا پڑے گا۔“

”یہ آپ جناب کیا ہوا، بس اب ہم اپنی دوست ہیں۔ جس ان گفتگوات میں نہیں پڑنا چاہیے اور مجھے کچھ ایسی جلدی بھی نہیں ہے۔ تم آرام سے سوٹ تیار کر لیا۔“

”وامن! کہہ دیا تھا ہم مانی کی سالگرہ منائیں گے تو میں سوچ رہی ہوں۔ یہ سوٹ اس کی سالگرہ پر پہنوں، تم بھی ایسا ہی پہنا، اچھا لگے گا دونوں کا ایک جیسا۔“

”مانی کون ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”مانی جلدی جانا ہے۔ نائلہ بانی کا بیٹا۔ نائلہ بانی وامن کی بڑی بہن ہیں، میں میری ماسوں زاد بیٹے ہم لوگ نیل آباد میں رہا کرتے تھے تب بھی میرے پیار ملک کے باہر تھے پھر بنید جہاں نے ادھر لاہور میں انڈیشن لے لیا تو ہم بھی ادھر ماسوں کے پاس آ گئے۔ نائلہ بانی اپنے گھر کی ہیں۔ مجھے کبھی ہی آتی ہیں۔ گھر میں میری تو کوئی ہم عمر نہیں مگر پھر بھی اسٹے بھنے میں مزا آتا ہے۔ یہاں گھر میں وامن اردو تو لگاتے رکھتا ہے۔ بنید بھال خاموش طبیعت کے مالک ہیں، مصوم سے ہیں۔ وامن کے ساتھ ان کی کافی دوست ہے حالانکہ دونوں کا مزاج ایک دوسرے کے کافی مختلف ہے۔ ذیبا تم آؤ ناں کس روز ہمارے گھر؟“

”ہاں میں امی اور نانی کے ساتھ آؤں گی۔ وہ دونوں پر وقار تو بتا رہی ہیں۔ دیکھیں کب تک تم لوگوں کے گھر آتی ہیں۔“

”یہ ساتھ تو گھر ہے ہمارا۔ تم اکیلی بھی تو آ سکتی ہو۔ کوئی ایسی سووی دیکھیں گے۔ میں نہیں اپنی میواری اور کیشیں دکھاؤں گی۔“

فری کو گھر میں کوئی کام تو ہوتا نہیں تھا اور باتیں کرنے کو اسے کوئی دوست چاہیے تھا اس دن آئی تو واپس جانا جیسے بھول ہی جاتی ذیبا جن میں کام کر رہی ہے تو وہ جن کے دروازے کے سامنے برآمدے میں کرسی رکھے، جی ٹی ہے اور دنیا جہان کے چھتے چل رہے ہیں۔ وہ کسی کام سے کسے میں آتی ہے تو بھی فری چمکے۔

”چلو ذیبا کو بھی کوئی دوست تو مل جائے چواری سارا دن خاموشی سے ادھر ادھر کے کام بٹاتی پھر کرتی تھی۔ امی فری کی آمد سے خوش تھیں۔

”بیکہ نالی کل سے کچھ خاموش سی تھیں، اب جو فری ان کے ہاں آئی تھی تو انہوں نے فری اور پھر امی ذیبا کو بغور دیکھا تھا۔ فری عام سی شکل و صورت کی مالک لاہور والی تھی جس سے نہیں لان کا سوٹ میں رکھا تھا۔ ان کے میں سونے کی خوبصورت چین تھی۔“

”جیکر اس کے مقابلے میں ان کی ذیبا کیسی باری صورت کی مالک تھی عام سے کپڑوں میں بھی اس کا نوپ جیسے دکھاتا تھا۔ اس کے بچے اور چال میں ایک بھڑاؤ کی سی کیفیت تھی، اور وہ بہت سلیقے سے بات کرنے کی عادی تھی۔“

”خدا یا میری بی! کا نصیب اچھا کرنا اسے زندگی میں کسی چیز کی کمی نہ آئے دینا۔“

”دونوں لڑکیاں کچن میں تھیں۔ جب نانی نے نیرس بیک سے کہا۔“

”ہم جب ان کے ہاں جائیں گے تو یاد سے فرح کی آٹھ سے پوچھنا اس لڑکی کا رشتہ کہیں ملے ہو چکا ہے یا نہیں۔“

”کیوں! اتنا! آپ جھلاتی دیکھی کیوں لے رہی ہیں کوئی لڑکا ہے نظر میں؟“ نیرس ان کی بات سن کر مزاح کے رنگ میں بولی تھیں۔

”ان کی بات جیسے نانی نے سنی ہی نہیں خود کلائی کے انداز میں بولیں۔“

”اگر ملے ہو گیا ہے یا نہیں میں ہوا تو مجھے کیا فرق پڑتا ہے، لیکن مجھے لڑکے تو دو ہیں ان کے گھر میں اور بنید تو فرح کا بھائی ہوتا ہے۔ پھر ان کے چہرے پر آئینا سا چمکنے لگا۔“

فرح نے دوپہر کو کھانا بھی ان کی طرف کھانا اور بہت جاسے کا ارادہ کر ہی رہی تھی تو وامن آگیا۔ وہ ان کے کمرے کو لاؤ ناں اس وقت برآمدے میں بیٹھی تھیں۔ ”اروازے پر کھڑے وامن کو دیکھا تو پیک کر گئیں اور اسے اندر لے آئیں۔“

”نانی! میں تو فری کو لیتے آیا تھا۔ اسے یہ یاد دلانا تھا کہ اس کا گھر یہ نہیں بلکہ ساتھ والا ہے۔“

”کیوں کوئی کام تھا فرح سے؟“ نانی نے اس کے چہرے کو جانچنے والی نظر میں رکھ کر سوال کیا۔

”اس کی لڑکی سے جھگڑا کیا کام ہو سکتا ہے۔ اسے تو بندہ کچھ کہہ کر پھٹتا تھا۔“

”انہیں تدریس اٹھنا ہوا۔ سر ہلا کر بولیں۔“

”یہ جو۔ اب آئے ہو تو کچھ شربت پچھلے دینا۔“

”اگر ہی جانا۔“

”کیوں نہیں نانی یہ تو مہمان کا حق ہو تا ہے۔ وہ بھی جیٹ بیٹھ گیا۔“

نانی ذیبا کو آواز میں دینے لگیں۔ وہ اپنے دھیان میں کمرے میں سے لنگی، یوں کہ دوپٹے میں تھا اور پیروں میں چپل بھی نہیں تھی۔ پھر نانی نگاہ اس پر پڑا جھجک کر رک گئی اور دوپٹہ درست کرنے لگی۔ وامن اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور نگاہوں کی پیش ذیبا کے اٹھ پاؤں پھلا رہی تھی۔

”کیا ہوئے بیٹا؟“ جاننے یا شربت، شربت مانے کا ہے۔ ہم نے گھر میں تیار کیا ہے، بہت ذائقہ دار ہے۔“

”چلیں پھر آج شربت، امی پی لیتا ہوں۔ جب اگلی مرتبہ آؤں گا جب چاہنے ملا دیکھے گا۔“

”کیوں نہیں بچے۔ تمہارا اپنا گھر ہے۔ تم ہم آؤ نا۔“ وامن اٹھ کھڑے آئے، ”فری کے کمرے کے دروازے سے جھانکا اور اس کی یہاں آمد پر شدید حیرت کا اظہار کرتے ہوئے دریا منت کیا۔“

”میں نہیں سامنے شہر میں تلاش کرنے کے بعد آخر کار یہاں پہنچا ہوں۔ یہ جانا کچھ یاد بھی ہے کہ تمہارا ایک گھر بھی ہے۔ جہاں تمہاری امی، نانی اور ایک عدد بھتیجی رہتے ہیں۔“

”ہر فن کس کو کہا۔“ بنید بھائی کو اچھا میں جانتے ہی تمہاری شکایت لگاؤں گی۔“

”لگا دینا شکایت۔ میں بھی بنا دوں گا کہ پیارے کہا ہے۔“

پھر اس نے ان تینوں پر نگاہ ڈالی۔

”تینوں ہی یہاں موجود ہیں۔ شربت کون بنائے گا۔“

”ذیبا! جاؤ جلدی سے بنا کر لاؤ۔ بچے کو یہاں تک رہا ہے۔“

”بچہ پیسا نہیں بھوکا ہے۔ فری نے جھٹ سے کہا۔“

”ادھم جو صبح سے یہاں آئی بیٹھی ہو۔ پتا نہیں ان کا بھٹ کتنا ڈسٹرب ہوا ہو گا آج۔“

”نہیں، یہ تو بڑی پیاری بیٹی ہے۔ ذیبا سے تو

بہت دوستی ہو گئی ہے اس کی و شیر فرج کو بہت پیار ہے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔ چونکہ نانی و دانی کو بتلے لگیں کہ زینا کھانے کے علاوہ ملائی کرنا حال میں بھی پوری مہارت رکھتی ہے اور فرج کا سوٹ بھی وہی رہی ہے۔
 فرج انہیں شرم نہیں آتی ایک تودہ گھر کا کام سمجھاتی ہے اور تم نے اسے اپنے کپڑے بھی پہنے کیے دے دیے ہیں۔
 تم کیوں چلتے ہو۔ ہم تو یہیلیاں بن گئی ہیں جیسے زینا میرا کام کر رہی ہے ایسے ہی میں بھی اس کا کوئی کام کر دوں گی۔

تم حرف کام خراب کر سکتی ہو۔
 ایسے ہی خرافا خواہ فرج نے نانا و دانی کو دکھائی اور دانی نانی کو اس کے چھوڑ جانے کے قصے سنائے لگا جتنیں سن کر نانی کا دل باخ بار ہو گیا سب سے حسد نانی ہوئی کہ دانی کو اس لڑکی میں کوئی خرابی دکھائی نہیں دیتی اور برائیاں بے شمار یاد رکھنے ہوتی ہیں۔

زینا خیریت کے کر آگئی۔ دانی نے یہاں اور بہت تعریف کی۔ نانی نے دانی سے کہا۔
 "بیٹا! تمہارا پنا گھر ہے۔ آتے جاتے رہا کرو۔" "جی ضرور کیوں نہیں؟"

ہاں نانی جان جہاں کھانے پینے کو اچھی چیزیں مل رہی ہوں وہاں تو دانی بھائی ضرور جائیں گے۔ فری نے جل کر کہا۔
 خراب میں وہ پوری طرح اتفاق کرتے ہوئے بولا۔

واقعی اس گھر میں سلیقہ بہت ہے۔ کھانا بھی اچھا بنتا ہے۔ صفائی سہرائی بھی دیکھو کتنی اچھی کی گئی ہے۔ پھر نصیب سے بولا۔ آئی ایک روز کے لیے فری کو اپنے ہاں رکھ لیں اور شریفنگ دیں گے۔
 فرج جی کہ کیا ضرورت ہے گھر کے کام کا جان کرنے کی بیڑے گھر کی بیٹی ہے۔ بیاہ کر بھی بڑے گھر میں جلتے گی۔

نانی کی اس بات پر فری دانی کو چیلنے کے انداز میں سکڑادی جبکہ زینا کو دھوکا سا لگا تھا کیا بیڑے گھر کی بیٹیاں ہی بیاہ کر بڑے گھروں میں جاسکتی ہیں۔ ہم جیسے

کے مقدور ہیں جہاں خواہ جہاں ہی کھائے۔ یہ انصاف تو نہیں ہے۔
 جتنی دیر یہ لوگ بیٹھے رہے وہ خاموش اپنی سوچ میں لگے جتنی دیر پھر دانی فرج کو لے کر چلا گیا تو نانی بولیں۔

لڑکیوں میں طریقہ سلیقہ مزدور ہونا چاہیے۔ گھر میں چاہیے کہ بھی ملازم ہوں اگر مالک تو قید مزدور تو گھر کے لئے دکھائی دیتے ہیں۔

ابھی تو آپ کہہ رہی تھیں فرج کو کام کاج سیکھنے کی بجلا کیا ضرورت ہے؟ اچھی نے کچھ حیرت کے انداز میں انہیں یاد دلایا۔

انہوں نے سن کر بھی ان کی کردی اور بولیں۔

یہ برتن کچن میں رکھو آؤ۔ برسات کا موسم ہے۔ مکھیاں بھی بہت ہوتی ہیں۔ دھوکر خشک کر کے رکھو تو بہتر ہے۔

نصیر برتن اٹھا لے گئیں تو زینا سے بولیں۔
 میری بچی! میں دیکھ رہی ہوں تم جیسے بڑے بڑے کام سے چپ ہو گئی ہو۔ خیر تو ہے۔ طبیعت تو ٹھیک ہے۔ کہیں سر میں درد تو نہیں ہو گیا۔ وہ بچی فرج بولتی تھی تو بہت ہے۔

نہیں نانی! وہ تو بہت اچھی لڑکی ہے۔ میں تو آپ کی کئی بات کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔ یہ کیا چلن ہے دنیا کا۔ امیر کی بیٹی بیاہ کر بھی امیر کے گھر میں جاتی ہے اور غریب کی بیٹی لاکھ خدیووں کی مالک ہو پھر بھی اس کے نصیب میں ایک چھوٹی سی کے بعد دوسرا چھوٹا ہی کھا ہوتا ہے۔ وہ نکلنے کے خراب تو دیکھ سکتی ہے مگر رانی بن نہیں سکتی۔
 نانی نے اس کے ذہن اور حسرت کو دل سے محسوس کیا۔ فوراً در کی خاموشی کے بعد بولیں۔

ایہ کچا بیاض ضروری بھی نہیں رکھشش سے نظام کو بدلا جاسکتا ہے۔ بس ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ اور نہ ہی جی چھوٹا کرنا چاہیے۔ قرابسی باتیں سوچ سوچ کر اپنا دل خراب نہ کرو۔ سارے کھیل نصرت کے ہوتے ہیں۔ اب مجھے ہی دیکھو۔ میرا بھائی بڑی جائیداد کے مالک تھے مگر بیاہ کر میں وہ سب کچھ کے زینتداروں کے ہاں آئی تھی جہاں کاما مولیٰ میرے

بچے کے گھر کے ماحول کے مقابلے میں بے حد اُڑاؤ خراب تھا مگر میں نے صبر شکن کر کے وہ وقت کاٹ ہی لیا اور اب تودہ درمیانے درجے کا زمیندار بھی پاس نہیں۔
 نہیں یہ سب اس لیے بتا رہی ہوں کہ اس بات کو سمجھو۔ وقت ایک سا نہیں رہتا۔ حالات بدلتے دیر نہیں لگتی۔ بس تدبیر ساتھ ساتھ ہونی چاہیے۔ کہیں اچھے گھر میں بیاہنا میرا بھی خراب ہے۔
 نصیر برتن الماری میں لگا کر واپس آئیں تو نانی نے بات بدل دی اور موسم پر تبصرہ کرنے لگیں۔

چند روز کے بعد یہ زمینوں فرج کی طرف گئیں۔ آج تو گھر کے سب افراد گھر بیٹھے۔ دونوں خواتین اور فری بڑے تپاک سے ملیں۔ نصیر تو کم کر تھیں۔ نانی البتہ آتوں کی شوقین تھیں۔ آج بھی زینا کو گھسنے بہن کر گئی تھیں جبکہ اس کے مقابلے میں نصیر بالکل سادہ تھیں۔

آپ کی چند یوں کا ڈیزائن بہت خوبصورت ہے خالہ! فری کی اچھی سے ان کے باروں میں بڑی چھوٹے کی چوڑیوں کی تعریف کی۔ نانی کھل اٹھیں اور انہیں ہلانے لگیں کہ یہ چوڑیاں مجھے میرے اتارے بنا کر دی تھیں۔ تب سونا خالص اور مستحقا مگر غیر مستحق ان لوگوں کے لیے تھا جن کے پاس پیر تھا اور میرے اٹا تو طہر کے رئیسوں میں شہر ہوتے تھے۔ پھر نانی نے انہیں اپنے آبا کی امارت اور دولت کے کئی قصے سنائے۔ ان کا انداز ایسا دلکش اور سادہ ہوتا تھا کہ غصے والے کو برا نہیں لگتا تھا۔ وہ دونوں بڑی ہی دلچسپی سے سن رہی تھیں۔ زینا فری کے ساتھ باہر آگئی اور ملاقات دانی سے ہو گئی جو اپنے بیوی کو گود میں اٹھائے بچے شروں میں لگنا رہا تھا۔

یہ دانی شروع سے ہی تھک کر کبک ہے مجھے یاد ہے جب ہم بچپن میں ان کے گھر آیا کرتے تھے تب اس نے ایک مرغی پالی تھی اور سارا دن اس کی ناز و نوازی کرتا کرتا تھا اب یہ مصیبت بکری کا بچہ پتا چھوٹا کھل رہا ہے۔

خبردار ہو میری یا بچی کی شان میں گستاخی کی دوزخ مہان کے سامنے تھا رہی بہت زیادہ عزت افزائی ہو جاتے گی۔

جو صاف ستھرا کاغذ اور تار تار ہے۔ اس کا کمر اور کندھا ایسا کندھا جیسا کہ وہاں کہتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ ایک جھک دکھاؤں۔ فریٹس کے ساتھ ہی قدم بڑھائے۔ زربلے قلعہ کی تودہ بولا۔

فریٹس لڑکی کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ ناعزم کے کمرے میں جاگتی پھرے؟ اور زربلے کے بڑھتے قدم لگ گئے۔ وہ فرج سے بولی۔

تمہارا کراکون سا ہے۔ آؤ وہاں چل کر بیٹھتے ہیں۔ فریٹس بات میں سر ہلا کر اسے اپنے کمرے میں لے گئی۔ سو فرج اسہان کی خاطر تواضع کے لیے کچھ منگو آؤ تو مجھے بھی دے جانا۔ صبح سے منہ کچھ پھیکا سا ہو رہا ہے۔ انہی اور ہماری ہال میں بیٹھی ہیں۔ ان سے پوچھ لو کیا منگوا رہا ہے اور جاکے آؤ۔

اب اتنی دھڑپ میں نہیں بھلا کہاں جاؤں گا۔ تم گھر میں ہی کچھ بناؤ۔ کام خود ہو رہا ہے اور باتیں دوسروں کو بناتے ہو۔ اب جو بھی بنے گا تمہیں بالکل نہیں ملے گا۔ ہونہر یہاں منتا لیا ہے۔ ایک ایک گلاس شربت پر زہاؤں کو رٹھا دو گی۔ آؤ زربلے اسے تر لے لے کا قیطعہ فریٹس سے اپنے کمرے میں لے آئی۔

نانی میں تو فرج کا کمرہ دیکھ کر حیران ہی رہ گئی۔ میں نے پہلے کبھی کسی لڑکی کے پاس اتنا کچھ نہیں دیکھا۔ الماری بھی کپڑوں سے بھری ہوئی۔ ڈریسنگ ٹیبل پر لاتنا سامان ٹیبل پالش اور لپ اسٹک کے اتنے رشید لگایا بتاؤں۔ چھوڑی ہوئی وہ بہت ہنسی اور خودصورت اور اس کے کمرے میں ڈیک بھی تھا، وہ کہتی ہے میرے آؤ مجھے بہت مبارک دے ہیں۔ وہ میری کوئی فرمائش نہیں ملتے۔ اتنی ہی میں لاڈلی بیٹی ہوں۔ میں نے جو بھی مانگا انہوں نے مجھے دلا دیا۔ تب میں سوچ رہی تھی نانی! یہ سب تو پیسے کے کیوں ہیں ناں۔ اب اگر میری اتنی مجھے بھٹکے والے کپڑے نہیں دلا سکتیں یا میرے لیے اتنی ہنسی چھوڑی نہیں خرید سکتیں تو اس کا مطلب

تو نہیں جانتا کہ انہیں مجھ سے محبت نہیں ہے۔ ان زربلے ہی! یہ سب پیسے کے کیوں ہیں۔ میری بچی کے پاس بھی اتنا پیسہ ہو گا کہ جو چاہے گی خرید لے گی۔

انہیں پتہ نہیں چلا نہیں سکتے کہ کمرے میں موجود ان کی باتیں سن رہی ہیں، وہ ادھر آؤں اور بولیں۔ دولت سے زبردستی تو خریدنا چاہتا ہے مگر سکون اور محبت نہیں اور یاد رکھو بیٹی! دنیا میں سکون اور محبت سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔

جب سب کچھ حاصل ہو جائے ای تو میرے سکون تو خود بخود حاصل ہو جائے اور جہاں آسوں گی وہاں محبت بھی ہوتی ہے۔ ننگے پریشانی، انفرت، یہ سب تو غربت کی دین ہیں۔ کیوں نانی جان! میں جھٹک کہہ رہی ہوں ناں؟

ہاں ہاں تم بالکل جھٹک کہہ رہی ہو۔ اتنا! آپ بھلنے لگے تھے کہ اس کے خود بھی اس کے ساتھ مل گئی ہیں۔ اسے بتائیں ہر خرابی پر دیکھ کر کہے لیے نہیں ہوتی اور پھر دولت کی چاہ کو سر پر سوار کر لینا تو بے وقوفی ہے۔ یہ خواہش مولنے کے اور کچھ نہیں دیتی۔

نکس پھیر کی کمی ہے ہماری زربلیں۔ شہر ادویوں کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ مگر شہر ادوی نہیں ہے کہ اسے کوئی شہزادہ یہاں آجائے۔

اتنی کی باتیں اس کا دل بڑا کر رہی تھیں۔ وہ آٹھ کرچن میں آگئی۔

تمہیں شہ پڑوسی کیسے لگے۔ ان کے دور بیٹے ہیں۔ پہلے تو مجھے دانتی زیادہ پسند آیا تھا مگر اب میں سوچتی ہوں ہماری بچی بہت معصوم اور کم کہے۔ اس کے لیے ایسا ہی لڑکا چاہیے اور اس لحاظ سے اب میں جینے کے بارے میں سوچنے لگی ہوں۔ وہ بھی بہت سنجیدہ مزاج کا مالک، سادہ سالگاہے۔ میری زربلے کے مزاج سے بہت ملتا ہے۔ اس کا مزاج۔ ذہین بھی ہے اور محنتی بھی ناہرو بتا رہی تھی۔ ہماری دو کو بیٹیاں اسلام آباد میں ہیں۔ اس کے علاوہ بھی جائیداد ہے مگر پھر بھی وہ لڑکا پڑھائی میں محنت

کر رہا ہے اور خود کو بننا چاہتا ہے۔ اتنا! اکیسی باتیں کرتی ہیں آپ۔ ان لوگوں کے پتا نہیں کہنے اپنے خیالات بول گئے اور آپ بولیں بات کر رہی ہیں جیسے دو لوگوں کے رشتے اتنے ہلکے ہیں اور آپ کو کسی ایک کے لیے ہاں کر کے دوسرے کو انکار کر رہا ہے۔ زربلے کے سلسلے ایسی باتیں سنت کریں۔ وہ بچی عمر میں ہے۔ نادان لڑکی ہے۔ پڑھنی خواب آنکھوں میں سما رہی تھی تو زندگی بہت مشکل ہو جائے گی اس کے لیے۔

تم نہیں جانتیں نیر! زربلے کتنی پیاری ہے۔ میری اس معصوم بچی نے آج تک کوئی خوشی نہیں دیکھی تھی۔ وقت کا انتظار وہ اس سختی سے کر رہی ہے پہلے مجھے اندازہ نہیں تھا مگر چند روز پہلے انجانے میں ہی وہ اپنی خواہشات کا ذکر مجھ سے کرتی چلی گئی اور یہی تو مانو میرا قول روئے لگا۔ ہلے میری معصوم بچی کیسے خواب آنکھوں میں بسانے بٹھا رہے تھے میرا اور سکون کے ساتھ دن کاٹ رہی ہے۔ میں نے تو اتنی ہی وقت فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کے خوابوں کی حقیقت کا رنگ دینے کے لیے مجھے جو بھی ہو سکا۔ میں وہ کروں گی۔

وہ سب تو جھٹک ہے اتنا! مگر کہاں پڑوسی میں رہنے والے سادہ حال لوگ اور کہاں ہم تین پریشان حال اپنوں کے ہوتے ہوئے بھی بے سہارا غور میں وہ تو ہلکے ہلکے میں سوچیں گے بھی نہیں۔

کیوں نہیں سوچیں گے تم شاید اس وقت دانتی کی اتنی سے باتوں میں مصروف تھیں۔ میں نے ناہرو کو اپنا حسب نسب اخاندانی شرافت اور دولت سب کے بارے میں بتایا تھا اور میں کہہ رہی تھی کہ وہ بے حد متاثر بھی ہوئی تھی۔ اسے تو اب میاں کے بیرون ملک جانے سے امیر اور غریب۔ ہم تو جلدی پشی رہیں رہے ہیں۔ ہاتھ بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے۔ وہ حریفیاں، لوگ جا کر زبردات کے کہیں۔ کپڑوں کی الماریاں، جو بیلیاں سب خواب ہوئیں مگر وہ عزت و وقار تو ہم سے کوئی نہیں ہائیں سکتا۔ ہم خاندانی لوگ ہیں۔

انہیں کچھ نا شاید بے کار ہی ہے۔ سچ ہے بڑھاپے میں انسان پھر سے بچہ بن جاتا ہے۔ ایک بار جس نے

پر طبیعت آجائے پھر کسی طرح دھیان پٹنا نہیں ہے۔ نیر نے زیادہ بحث مناسب نہیں تھی۔ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

زربا کو فرج کا سوٹ پہلے بھی جلد مکمل کرنا تھا اور اب تو جیسے وہ چاہ رہی تھی چند گھنٹوں میں سلائی کر لے گی۔ سب مکمل ہو جائے اور اسی پہلے وہ ایک بار پھر فرج کے گھر چلے گئے۔ اچھے لوگ ہیں وہ۔ خود تو نام کو فرج فرج بار بار اسے کو کہہ رہی تھی اور اس کا کمرہ تو ایسا اچھا اتنا شاندار سب سے اچھا زربلی جانتا ہے کاش یہ میرا ہوتا۔ اور وہ جو جانتی ہے اس کا خیال آیا تو دل دھڑک اٹھا۔ دیکھنے میں کیسا لا پرواہ ہے مگر فرج بتا رہی تھی بہت ذہین ہیں۔ پڑھتے تو ہر وقت جلد میں مگر مہر ہمیشہ دانتی کے زیادہ آتے رہے ہیں۔ دانتی کے انداز میں کسی قدر بے تعلقی اور اپنا بیٹ ہے۔

وہ فرج کے ہاں جانا چاہ رہی تھی مگر سوٹ مکمل ہونے کے بعد۔ مگر نانی نے سوچے لکھتے ہی بڑی محنت کے ساتھ انڈوں کا علوہ تیار کیا اور اس سے بولیں۔

یہ تم ہسالیوں کے ہاں دے آؤ۔ ٹھنڈا ہو جائے گا تو اچھا نہیں لگے گا۔ ویسے بھی ابھی وہ ناشتا کر رہی ہے ہوں گے۔ وقت پر خرچ چلے گا تو کھائیں گے۔

نانی! اتنے سوچے سمجھے کے ہاں جانا کچھ مناسب نہیں لگتا۔

کیا مناسب اور کیا غیر مناسب۔ اسے پڑوسی ہیں وہ ہمارے، پڑوسی تو رشتے داروں سے بھی زیادہ قریب ہوتے ہیں اور پھر وہ بھی ہماری طرح سادہ مزاج کے پڑوسی لوگ ہیں۔ جاؤ تو جا کر دے آؤ۔

جب وہ ان کے ہاں آئی تو دانتی اور ناشتا ہو رہا تھا۔ کچن میں دانتی کا تکی مصروف تھیں۔ اس نے اندر جانے کے بجائے انہیں پلیٹ تھادی۔

تم اندر چلو۔ ناشتا کرو۔ سب کے ساتھ۔

وہ بڑے پیار سے کہہ رہی تھیں مگر اس نے قیام دینا ناشتا کر چکی ہوں۔

اچھا پھر چلے ہی بی لینا۔

اپنی اس نے کہا بھی تھا۔ میں ہاں فرماؤں گا۔
 واقعی کچھ کہتے ہوئے کچھ میں داخل ہوا تھا پھر جو نگاہ
 زریبا پر پڑی تو بولا۔
 "تمہیں سوچو کہ آپ یہاں خیریت تو ہے ناں؟"
 "ہاں ہاں خیریت تو ہے۔ دیکھو تو کتنی
 سوچو سوچو کیا بنا کر لائی ہے۔ بہت ہی سکھ اور
 دیا رہی ہوگی؟"
 "ارے آپ کھڑی کیوں ہیں؟ تشریف رکھیے؟"
 پلیٹ دیکھتے ہی واقعی کا انداز مل گیا۔ وہ اس کی
 خوشی کو کچھ کر ہنس پڑی اور بولی۔
 "فرح کو جیسے؟" میں اس سے مل لوں تو پھر گھر
 واپس جاؤں گی؟
 "مزدور ملیں مگر اسے ملوے کے بارے میں ہرگز نہ
 بتائیں۔ پھر میرے حقے میں کچھ بھی نہیں آئے گا؟"
 "شرم کرو واقعی اس سے پہلے بنی سمجھ کے کر آئی
 تھی وہ بھی سارے تم نے کھائے۔ اب ملوے پر بھی نظر
 لگائے بیٹھے ہو۔ آنا چٹورا چٹا بھی اچھا نہیں ہوتا۔ مل
 بانٹ کر کھائے میں ویسے بھی برکت ہے؟"
 "ای ایک تو ہمارے اہل زمین وقت کی روٹی کے
 علاوہ کچھ بتا نہیں۔ اب اگر مسلسل کچھ پر تری کھا کر کچھ
 بچھ دیتے ہیں تو اس پر بھی سب نظر لگائے ہیں۔ یہ ناں
 نے میرے لیے بھیجا ہے۔ جب وہ ہمارے اہل آہنی ہیں
 تو میں نے ان سے فرمائش کی تھی بیکوں میں میٹک کہ
 رہا ہوں ناں؟"
 اس نے زریبا سے پوچھا۔ وہ جواب دینے کے
 بجلے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اتنی کر ہنس اُٹھی۔ بولیں۔
 "ہر کوئی تمہاری طرح دھڑلے سے جھوٹ نہیں بول
 سکتا۔ یہ تو بڑی نیک فطرت کی بات ہے۔ اس سے تو
 ہرگز امید نہ رکھو کہ تمہارا ساتھ دے گی؟"
 "عمانی ناؤشتا تیار ہو گیا ہے۔ فری نے کچھ میں جھانک
 کر پوچھا پھر زریبا پر نگاہ پڑی تو خوشی اور حیرت سے
 بولی۔
 "تم اتنے سوچو کہ ہمارے گھر میں۔ آؤ اندر آ جاؤ؟
 آج ناشتا مل کر کر رہے تھے؟"
 واقعی اس کی طرف سے رخ موڑ لیا تھا۔ اور تیزی
 سے ملوہ کھا رہا تھا۔ فری نے اس خاموشی اور مصروفیت

کو محسوس کیا اس کے ہرگز سامنے آئی اور بولی۔
 "میں بھی کہوں، یہ اور خاموشی عجیب سی بات
 ہے۔ یہ نہیں معلوم تھا آج عمانی نے ناشتے میں ملوہ بھی
 بنایا ہے اور یہ زیادہ کھانے کے پکڑ میں کچھ میں گئے کھڑے
 ہیں؟"
 "تمہارا حصہ بیل پر پہنچ جانے گا۔ ملوہ پہیل کو لے
 کر اندر ملو۔ اس کے سامنے صبح صبح لڑائی یہ کوئی اچھی بات
 نہیں۔ اس سے ہسٹوں پر بڑا اثر ہو سکتا ہے؟"
 "آؤ زریبا! فرح اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر چلی گئی۔ واقعی
 نے اطمینان سے پلیٹ خالی کی اور پھر ڈانٹنگ دم میں
 آ بیٹھا۔ جہاں اہل خانہ ناشتے کے انتظار میں بیٹھے تھے۔
 واقعی کے ابوابخار کی خبروں میں گہکتے۔ چندی کی
 خاموشی اور جیسے کے تاخیرات بتاتے تھے کہ پروری شدت
 سے ناشتے کے انتظار میں ہے جبکہ فرح اور پھر پھر زریبا
 کے ساتھ باتوں میں مصروف تھیں۔
 "بتاؤ زریبا! واقعی نے جاتے ہی بڑی رازداری کے
 عالم میں زریبا سے پوچھا۔ اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔
 "کیا آپ کس کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ ہندوؤں
 متوجہ ہو میں۔
 "کچھ نہیں۔ ہماری آپس کی بات ہے۔ واقعی نے
 شے آدھ سے کہہ دیا مگر اس کے اس انداز پر زریبا
 کچھ گھبرا اُٹھی۔ کیا سوچیں گے گھر والے۔ میری اوما
 سے ایسی بے تکلفی کب سے ہو گئی جو سب سے چھپ کر
 ہم آپس میں راز کی باتیں کر رہے تھے۔
 "کیا مطلب ہے امانت صاف بتاؤ ناں؟ فرح
 واقعی کے پیچھے پڑ گئی۔
 "ہیں ہے ناہامدی آپس کی بات؟ اس نے شلنے
 اچکا کر منہ سے کہا۔
 "میں بتاتی ہوں ویسے کوئی ایسی خاص بات نہیں
 ہے، یہ پوچھنی تنگ کر رہے ہیں آپ؟ اس سے پہلے
 کہ کوئی بدگمان ہوتا۔ زریبا نے بتلے کا فیصلہ کر لیا۔
 "اے اے کچھ نہ بولنا اور نہ آج منز کے طور پر سب
 میرا ناشتا ضبط کر سکتے ہیں؟"
 "وہ دیکھ سنا تھا مگر زریبا کو تو بانی بڑی تھی۔ جاکر
 دم لیا۔
 "تھے ہی فرح اسے بڑا بھلا کہنے لگی اور اپنے ماموں

سے بھی شکایت لگا دی۔

• واقعی اتم اتنے بڑے ہو کر بھی بچوں والی حرکتیں کرتے ہوئے تھے کہہ رہی تعریف تو کبھی سنتے تو نہیں ملی۔ البتہ شکایتیں اکثر میرے پاس آتی ہیں۔
• ابڑا میں تو انہیں خوش رکھنے کے لیے یہ سب کرتا ہوں۔ اس نے مصروفیت سے کہا تھا۔

• جی ہاں، ہمیں خوش رکھنے کے لیے یہ سب کچھ خود بڑپ کر جاتے ہیں۔

• اصل میں وہ علوہ ان کی نانی نے بھی ایسی ہی کیے تھے۔ اب آپ چنپ کھڑی میرا تماشا کیوں دیکھ رہی ہیں۔ بتائیں ناں انہیں کہ وہ تو آیا یا میرے لیے تھا۔

اور نہ جانے گزرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ ابڑا ایک بار میرا اخبار میں گم ہو گئے۔ وہ اگر میرا وہ ذوق کے قریب بیٹھ گیا اور دھیرے سے بولا۔

• ہو گئی اب تو تسلی۔ اصل میں ان کی نانی کو میں نے ہی بنایا ہوں۔ تو وہ میرے لیے کچھ کچھ سمجھتی رہتی ہیں۔ میں چلتی ہوں۔ زیبا کچھ کھڑی ہوئی۔

• جی ضرور۔ آپ کو کتنے دے بھی کافی نام ہو چکا ہے۔

• واقعی کی بات نے اسے اچھا ناخوش مزہ کر دیا۔ فری اور پھر پھر کے دیکھنے کے باوجود وہ پھر آؤں گی کہہ کر باہر نکلی۔

• واقعی بھی اس کے چمکا یا اور بولا: نانی جان کا شکریہ ادا کر۔ آپ کا میں بہت شکر یہ کہ میرا ساتھ دیا۔

• وہ جواب میں کچھ بھی کہے بغیر چلی آئی۔ گھر آئی تو نانی نے چھوٹے ہی پرچھا۔

• دے آئیں۔ کون ملا تھا۔ پلیٹ کس نے پکڑی؟
• جواب میں اس نے ساری بات بتا دی۔ سن کر انہیں ہنسی آگئی اور بولیں۔

• بڑا ہی شرمیلہ لڑکا ہے اور میں نے بھلا کب سے یہاں بنایا ہے۔

• نانی اتنے سویرے آپ نے مجھے ان لوگوں کے گھر بھیج دیا۔ پتا ہے ابھی انہوں نے ناشتا بھی نہیں کیا تھا۔

بھلا یہ بھی کئی وقت ہے کسی کے پاس جانے کا۔
• جلد بیٹا کیا کر رہا تھا؟ انہوں نے بڑی محبت اور بنا بیت کے ساتھ جلد کا ذکر کیا۔
• کچھ نہیں۔ ناشتے کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ قرح کی اتنی اور نانی آپ دونوں کو سلام کہہ رہی تھیں۔ اور واقعی نے شکر یہ ادا کیا تھا۔

اس وقت غیر اداری طور پر کئی بار اس نے واقعی کے پاس میں سوچا۔ بھلا لوگ اتنے زندہ دل خوش باش کس طرح سے ہوتے ہیں۔ اسے کسی کی پروا ہے نہ عجیب کتنے اعتبار سے بات کرتا ہے۔ وہ اس کے فکروں کو یاد کر کے کئی بار آپ ہی آپ سکر لاتی۔

• واقعی کے بھانجے نمانی کی برقعہ ڈسے متی، فری ان کے پاس آئی اور بتایا۔

• واقعی جاکر ناندہ باجی اور بچوں کو اسے آبلے پر ہوں مانی کی برقعہ ڈسے ہے۔ ایک کا آؤد بھی واقعی نے دیا ہے اور کتا ہے۔ سموتے تو مسالوں سے بنواؤں گا اگر ایک بار کھائے تھے۔ ذائقہ اب تک زبان پر ہے۔ ممانی نے تو بہت من کیا کہ اتنی گری میں کہاں وہ لوگ اتنی محنت کریں گے۔

• نہیں میں کوئی بات نہیں۔ میں اور اتنی مل کر بنا لیں گے۔

• اور آپ سب افرامند ہیں۔
• ہم سب بہت زیادہ کچھ چمکا کر ہوئی۔

• ہاں اس میں اس قدر حیرانی و پریشانی کی بھلا کیا بات ہے۔ گھر کے لوگ ہوں گے اور آپ سب۔
• میں اور تو کوئی نہیں۔

• اچھا چلو ہفتہ کس ہے؟ یہ سن کر المیہاں ہوا۔

• جب سے فری نے برقعہ ڈسے کا ذکر کیا تھا ان دنوں نانی انور ایسے برا ایک ہی فکر سوچتی تھی۔ تمہ کیا دیں گے۔ ہم۔ ایسا ہر ناچاہیے جوان لوگوں کے شایان شان ہو جبکہ اتنی مطمئن سی بیٹھی تھیں۔ کہہ دیا تھا جو ہماری حیثیت ہے اس کے مطابق دے دیں گے۔ پسند آجائے تو بھیک نہیں تو نہ سہی۔ ہم نے تو اپنا جوٹ دیکھنا ہے۔

• لو بھلا۔ یہ کیا بات ہوئی۔ وہ اتنے پیار سے بول رہے ہیں اور ہم بچکے کے لیے ڈھنگ کی ایک چیز بھی نہ ملے کر جائیں۔

• نانی کو مکمل اختلاف تھا اور ان کی سمجھ میں یہ بھی نہیں آ رہا تھا کہ وہ تو کیا دیں۔

• نانی اسوٹ تو میرا نیا ہی رکھا ہوا ہے۔ یوں بھی فری کہہ رہی تھی ہم ایک جیسے کپڑے پہنیں گے مگر یہ جوتوں کا کیا کروں۔ ایک بھی تو ڈھنگ کا نہیں ہے میرے پاس۔

• اسے اس شہر یا تو بالکل سچ ہے۔ بے چاری زیبا کے پاس نہ ڈھنگ کے جوتے ہیں اور نہ ہی جوتوں ہیں۔ تم اسے بازار سے جا کر یہ دونوں چیزیں ملو اور باقی بار بندے تو میرے پاس جوتوں کا بیٹ رکھا ہے۔ وہ زیبا پہن لے گی۔

• اتناں اتنے خنپے۔ یہ تو وہی بات ہو گئی۔ بیگانگی شادی میں عبداللہ دیوانہ۔

• بیگانگی شادی کیوں پڑوں کا معاملہ ہے اور شادی بھی تمام ہو رہی ہے۔ آخری فقرہ ہولے سے کہا تا کہ زیبا دس سکے۔

• اتناں آپ ہی آپ بات کہیں سے کہیں پہنچا رہی ہیں۔ کیا یہ واضح نہ ہو رہی ہے؟ فیروز نے کہا ناچا۔

• اچھا نہیں۔ اب اس بات پر کچھ بحث مت کرو۔ میں کچھ بھی سننے کو تیار نہیں ہوں اور ہاں سموتے دل سے بنانا۔ جتنے اچھے ہوں گے، اتنی ہی ہماری زیبا کی تعریف ہوگی۔

• فیروز نے آخر اثبات میں سر ہلا دیا۔

• فری کا سوٹ مکمل ہو گیا۔ زیبا ان کے پاس سے کہ خود اتنی کے ساتھ بازار چلی گئی۔ فری کے لیے ریڈی رنڈ سوٹ خرید کر اپنے لیے کچھ خریدیاں اور سینڈل بازار سے یہ نو صہرت پر نٹ والے سوٹ کئے۔ جی جانتا تھا سب نہیں تو ایک آدھ ہی خریدے مگر اتنی نے صاف انکار کر دیا۔ اس کے احوال پر بولیں۔

• میں تو پہلے ہی اتنے ایسے بڑے بیویوں کے پاس زیادہ اسے جانے کی خاطر ہی نہیں تھی۔ مجھے پتا تھا کہ وہاں جاؤ گے ان لڑکیوں میں آنسو بہنے لگی تو اپنی ہر چیز دیکھ کر

• دکھائی دیں گے اتناں کو بھی سمجھا یا تھا مگر انہوں نے میری ایک نہیں سنی۔ اتنا زیادہ آنا جانا رکھا ہے ان کے پاس اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اب ہر چیز دیکھ کر کہاں جی بھلتا ہے اور تم ناشکری ہوئی جا رہی ہو۔

• اتنی اکیلا بھی کچھ نہیں سمجھتی تھی کہ وہ جواب میں انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ تیز قدموں سے چلے گئیں اور اسے بھی تقلید کرنا پڑی۔

• جس روز تقریب متی کو وہ بہت دل سے تیار ہوئی متی۔ نانی اتناں کے بچے متیوں کا سیٹ پہنا تو اسے اپنا آپ بہت ہی اچھا لگا۔ کاش ایسے بہت سے سیٹ میرے اپنے ہوں۔ نانی نے دیکھا تو نظر اتاری اور بولیں۔

• میں تمہاری تیاری سے پروری طرح مطمئن ہوں۔ آج تو اگر وہ سارے شہر کی لڑکیاں بھی بلا لیں تو تمہارے مقابلے کی ایک بھی نہیں ہوگی۔

• کیسی باتیں کرتی ہیں اتناں! کوئی مقابلہ حسن میں شرکت کے لیے جا رہی ہے۔ مت اتنا چڑھاؤ اسے۔ کنواری بیٹیوں کی زیادہ تعریف ابھی نہیں ہوتی یا نہیں آپ کو آپ ہی کہا کرتی تھیں۔

• سب یاد ہے مجھے اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ میری بیٹی بڑی نعیموں والی ہے۔

• یہ لوگ قرح کے پاس نہیں تو پہلے ملاقات جلد اور اس کی اتنی سے ہوئی۔

• اسے آج تو زیبا بہت ہی پیاری لگ رہی ہے اور یہ متیوں کا سیٹ کتنا خوبصورت ہے۔ یہ بچے متی ہیں۔ نانی نے جھٹ بتایا۔

• بہت خوبصورت ہے اور چننے والی بھی بہت اچھی ہے۔ ناظرہ کی اس تعریف پر نانی کا ڈھیر دل خون بڑھ گیا۔ ان کی محنت و لگ لاتی تھی۔ جلدی کہن زیبا کو دیکھ کر سکھایا تھا اور اس کی نگاہوں میں دلچسپی تھی۔

• فری کہاں ہے اتنی؟ اس تعریف پر وہ خرم آگئی اور قرح کے پاس سے میں پوچھنے لگی۔

• قرح شاید پہن میں ہوگی اور ہاں مٹی سموتے ہیں۔

گل کھیل۔ بہت مزے کے ہوتے ہیں۔
 ابھی کچھ دیر پہلے ان کا ملازم نے کرگیا تھا اور سید
 پوچھنے آیا تھا کہ تم نے پسند کیا یا نہیں منامرہ نے
 خود ہی بتا دیا۔
 میری ذہنیل کے ہاتھ میں بہت ڈانڈ ہے اسی
 نے بنائے تھے ڈانڈ سے بنایا۔
 وہ بچن میں آگئی۔ فرخ یہاں موجود تھی اور اس نے
 وہی ٹوٹ پہن رکھا تھا جو زمانے کی کر دیا تھا اس
 کی جیوری بھی ہے حد خوبصورت تھی وہ بتا رہی تھی
 یہ سیٹ ابھی پچھلے ماہ مجھے میرے ہاتھ سے بھی ہے اور
 یہ جوڑیاں دیکھو میں آج کے کر آئی ہوں اور پرچوم
 کہتے تھے تکی اور ہولی۔
 تمہیں پرچوم نہیں لگایا۔ ممبروں میں تمہارے لیے
 سے کر آئی ہوں۔ تم خدا الماری سے برتن نکالو
 اس کے جانے کے بعد زینا ابھی ادھر ادھر جائزہ
 ہی سے رہی تھی کہ پیچھے سے آکر کسی نے شانے پر ہاتھ
 رکھ دیا۔
 آج آپ کچن میں دکھائی دے رہے ہو۔ خیر تو ہے
 کہیں دشمنوں کی طبیعت تو ناساز نہیں ہے۔ دھان
 کو گڑی۔
 کہتے تھے اس کا رخ بھی کھینے والے نے اپنی طرف
 موڑا اور پھر صورت دیکھ کر ایک دم سے ہاتھ پیچھے
 کر لیا۔
 "سودی میں سمجھا فری ہے۔" واثق جلدی سے
 منہل گیا تھا جبکہ وہ خطر مند ہی کھڑی تھی۔
 "ابھی کچھ دیر پہلے تو یہ کپڑے فری نے پہن رکھے
 تھے کیا یہ کسی پیر سے دم کر دئے ہوئے ہیں اور اس
 نے کہا ہے کہ ان کو پہننے والی خور کے دل پر دان کرے
 گی اور سر پر چڑھ کر تلچے گی۔
 میں نے اور فری نے ایک ہیے ٹوٹ بنوائے
 ہیں ڈا اس نے دھیر سے سے تعجب کی۔
 اوتب پھر میرا تصور تو رفتی کھڑ نہ ہوا۔ بندہ پوچھے
 ایک جیسے کپڑے سلوانے کی ہمارا کیا تک ہے۔
 اسنے ڈیزائن ہیں اسنے کرا اور یہاں دونوں ایک
 جیسے بنا کر لوگوں کو بے وقوف بنا رہی ہیں۔
 "مجھ سے تو فری نے کہا تھا وہ صفائیاں پیش کرنے لگی۔

انہی نام بتا رہے۔
 اکثر لوگ غلط نام بتا دیتے ہیں۔ انہی تو ویسے ہی
 کچھ مشکوک سا نام ہے۔ فرخ ذرا سنبھل کے واثق کی
 بات پر حنید اس کی طرف متوجہ ہوا اور لہوا۔
 "تم یہاں بچن میں کھڑے کیا کر رہے ہو؟"
 "کیوں ضروری ہے۔ جو بچن میں کھڑا ہوا وہ کچھ
 کوئے بھی۔"
 "ایسے ہی پوچھ لیا تھا بابا۔"
 "دیکھا، ہم بول لا جواب کہتے ہیں واثق نے زینا
 سے مدد چاہی تھی وہ خاموشی سے اپنا کام کرتی رہی۔
 "چلو آؤ میرے ساتھ۔" ہینڈ واثق کا ہاتھ پکڑ کر اس
 کے گیا۔
 فری فون اینڈ کرنے ملی گئی۔ زینا بچن میں اکیلی
 کھڑی تھی اور اس پاس نیچے واثق کی آواز تھی۔ اس
 کے بول پر آپ ہی آپ سکلاہٹ دوڑ گئی۔
 "نانی جان! کچھ لوگ کس قدر خوش باش اور مذہب
 ہوتے ہیں۔ ان سے مل کر ہم بھی اپنے دکھ اور محرومیاں
 بھولنے لگتے ہیں۔"
 "ہاں ٹھیک کہتی ہو تم تمہارے نانا بھی ایسے ہی
 مزاج کے مالک تھے۔"
 "نانی! اگر کمر میں ایک فرد بھی ایسا ہو تو کس قدر
 رونق رہتی ہے۔ کم تینوں تو ہیں ایک ہی مزاج
 کی ہیں۔"
 "آج کل کا دور تو مہینوں اور پریشانیوں کا دور
 ہے۔ ہر کسی کے ساتھ کوئی دگرہنی منسوب ہے۔ امیر ہوا
 غریب۔ گنتی نہ کسی پریشانی انہیں میں گزرا دکھائی
 دیتے ہیں اور ایسے میں زندہ دلی ہو تو کیسے ہو؟"
 "نہیں نانی! جو زندہ دل ہوتے ہیں وہ تو ہر حال میں
 خوش مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔"
 "اچھا تم سے ایک بات کرنا تھی مجھے۔ فری سے
 تو تمہاری بہت دوستی ہے اور میرا اندازہ ہے وہ نہیں
 پسند بھی بہت کرتی ہے مٹا میں نے دیکھا ہے تم جب
 سے ان لوگوں کے ہاں جاتی ہو۔ حرف فری سے ہی ہمیں
 رہتی ہو۔ اکثر تو سلام کرنے کے بعد اس کے کمرے میں
 ہی چلی جاتی ہو۔ اور میں ہی ناہمو اور فاحرہ سے

ہاتھ کے جاتی ہوں۔
 "نہیں نانی! اب تو ناٹو بائی بھی آئی ہوئی ہیں۔
 وہ بہت اچھے مزاج کی ہیں۔ میرے ساتھ بالکل
 چھٹی بہنوں والا سلار کرتی ہیں۔ ان کے بچے بھی بہت
 پیارے ہیں۔ میں ناٹو بائی سے بھی کافی باتیں کر لیتی
 ہوں اور انہیں میری طرح کو کنگ کا بھی شوق ہے۔
 کہ وہی جیتیں کسی دن تمہارے گھر آکر تم سے ایک دو
 ڈنڈہ بنانا سیکھوں گی۔"
 "ہاں ہاں ضرور کہئے۔ وہ واقعی بڑی ہی سادہ
 مزاج کی لڑکی ہے حالانکہ میں نے سنا ہے اس کا شوہر
 کافی بڑا فخر ہے۔ مگر شوہر نام کو نہیں۔ اصل میں
 خاندانی لوگ ہیں۔ انہیں انسانیت کی قدر ہے۔
 دولت اور میرے پیسے انہوں کو نمائش اس چیز کو زیادہ
 اہمیت نہیں دیتے۔ ناہمو تو جب بھی میں جاتی ہوں
 اپنے پاس ہی بٹھا لیتی ہے اور ادھر ادھر کے قصے
 سناتی رہتی ہے۔ اس کی بھالی فاحرہ البتہ خاموشی مزاج
 کی ہے۔ زیادہ بات چیت نہیں ہے۔"
 "مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے نانی جان کہ وہ
 مغرور ہیں یا انہیں ہماری انداز بھی نہیں لگتی۔ ملتی
 تو وہ بھی بہت پیارے ہیں۔ بس یہ کراچیانی
 طبیعت ہوتی ہے۔ وہ زیادہ بات چیت کرتی ہی
 نہیں ہیں۔ بس کچن کے کام نبھاتی رہتی ہیں۔ سادہ
 گھر کی خدمت داری بھی ان پر بھی ہے۔"
 "ہاں اس کے بیٹے نے کمرہ داری کر دی ہے۔ تو یہ
 کس قدر تیز را کا ہے وہ۔ نہ بڑے کو دیکھتا ہے نہ
 چھوٹے کو ہیں اپنی ہی کہنے جانتے۔"
 "ہاں نوی کی سانگرہ پر کتنی رونق لگائی انہوں نے۔
 واثق کے ذکر پر زینا کا دل خوشگوار انداز میں دھڑکنے
 لگا تھا۔
 "تاک رونق لگائی۔ اس کی ماں تو اس قدر شرمندہ
 ہو رہی تھی۔ ابھی تک بچوں والی حرکتیں کرتا ہے۔
 اب وہ جو بکری کا بچہ پالا ہوا ہے۔ کس قدر لاڈ
 اٹھاتا ہے اس کے۔ مجھے تو دیکھ دیکھ کر حیرت
 ہوتی ہے۔" اسی گھر میں وہ بچہ جنید بھی تو رہتا ہے
 کیسا سلجھا ہوا خاموش طبع اور تنگ مزاج کالا رنگ
 ہے۔ اس کے لیے تو دل سے دعا نکلتی ہے۔ اتنی

سعادت مندی سے سلام کرتا ہے اور نظر نہی کے بیٹھ جاتا ہے۔ واسطی کی طرح نہیں کا ندھی طرفان کی طرح آئے۔ سارا گرا کر پاؤں لڑنے کی زد میں ہے۔ تھوڑی دیر بیٹھے ایسی گفتگو کی جو کسی کے چلنے نہیں پڑتی اور چلتے ہیں۔

نانی! بہت بڑے لگتے ہیں وہ آپ کو؟ زیبا نے کچھ دل کے ساتھ دریافت کیا۔
نہیں۔ مجھے کیوں بڑا لگنے لگا۔ اپنی ماں کا اکوتا بیٹا ہے۔ آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا سکون ہے۔ خطا اُسے محبت و اندیشی والی طبیعت عطا فرمائی۔ میں تو اس کی عادت کی بات کر رہی تھی کہ ماں جتنی خاص طبع و بیٹا اتنا ہی شورش مزاج ہے۔ ہڈی میں چین ہے ہی نہیں یہاں وہاں پھرتا پھرتا ہے۔
پھر فوراً توقف کے بعد بولیں۔

تو بات کہاں سے شروع ہوئی تھی اور کہاں پہنچی اصل میں میں تم سے کہنا یہ چاہ رہی تھی کہ جب تم فری کی طرف جایا کرو تو ناہرہ کو سلام کرنے کے بعد فوراً فری کی طرف دوڑ مت لگا دو یا کرو۔ پھر در ناہرہ کے پاس بیٹھ کر ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہا کرو۔ اس سے اچھا آخر پڑتا ہے۔

وہ کچھ سے اتنی بڑی ہیں۔ میں بھلا ان سے کیا بات کر سکتی ہوں؟

بڑوں کی بات سن بھی لیا کرو۔ میں نے جو کہلے اس پر عمل کرو۔ آپس کی بات چیت اچھا اثر دیتی ہے۔ اچھا نانی! بیٹھ جایا کروں گی میں ان کے پاس بھی مگر ان سے کہوں گی کیا یہ بھی بتاؤں؟

بات سے بات نکلتی جاتی ہے۔ بھلا چلتے سوچ کر بھی گفتگو کی جا سکتی ہے۔ وہ سوال کر رہی ہیں گندم اور تم جواب دے رہی ہو چنا، اب یہ تو مجھ سے رہا؟

ابھی نانی تو ایسی ہیں یہ بات سچیت ہو رہی تھی کہ فرج آگئی۔

آؤ بیٹی! تم ہی لوگوں کا ذکر کر رہے تھے؟

زیبا! اٹھو! ہمیں کسے پلٹنے بناؤ؟
نہیں نانی! چاہتے ہیں پینلنگے۔ میں بہت جلدی

خود ہی منہم کر جاتے ہیں؟
اب ٹھیک ہے تم ہر آؤ گاؤں سے میں تو دن رات یہی دعا کرتی ہوں۔ خدا نہیں آرام میں کی زندگی دے ادا ہے تو گناہ ہے تمہاری یہ سختی ختم ہونے والی ہے۔ آرام سے بستر پر بیٹھ کر منہ چلا کر دیکھو؟
وہ کسے نانی!؟ زیبا نے خوش ہو کر بول دیا۔
پس کچھ ایسا ہی گناہ ہے؟ وہ اسوگی سے مسکرائیں۔
نہیں! تم ان کی بات کچھ تو کوئی یقین مگر جسے پر کوئی تاثر نہیں آیا۔ وہ سفر میں اٹھنے والے اخراجات کا حساب لگانے لگیں۔

سنو! تم جھٹول کا موم ہے آتے ہوئے مجھے لگتا ہے اور زیادہ لگتا ہے۔ تم تو ہیں ہی وہی بلکہ میرا تو شاہی کیا مگر بڑوں میں تو اللہ کے فضل سے مبرا لکھا آیا ہے۔ ان کے ہاں بھی بھلاؤں گی؟
نانی! پتا نہیں وہ کھاتے بھی میں یا نہیں؟ زیبا نے کہا۔
لو کھاتے کیوں نہیں۔ سداہ مزاج کے لوگ ہیں۔ کوئی غلا تو ہے نہیں ان میں۔ تم دیکھ لینا۔ کتنا خوش ہو کر رہے ہیں گے؟

نانی نے نیر کو بازار بھیج کر بہت اچھا سا دھاگا منگوایا اور پھر سر جھکا کر روٹیہ بنانے میں مصروف ہو گئیں۔
زیبا نے کہا یا نیر نے منہ کیا مگر انہوں نے ایک نہیں منی۔
اتنا! پھرات کو سر میں دو ہو گا۔ آپ فرج سے کہہ دیجئے وہ بڑا چیں مانتی؟
کیوں کہہ دیجئے۔ تم نہیں جانتیں نیر! اپنی زیبا کے لیے میں نے کتنی دعا مانگی ہیں۔ کیا کیا ارمان ہیں میرے دل میں اس کے لیے۔ تمہاری طرف سے تو دل ملنا ہوا۔ میں نہیں دیکھ دیکھ کر تمہارے نصیب پر روتی ہی رہی مگر اپنی زیبا کے لیے میں نے رب کے حضور اتنی دعا مانگی ہیں کہ یقیناً سا آگیا ہے وہ دل کے لیے۔ ہمیشہ بنے مسکرائے گی۔ ناہرہ کا بیٹا مجھے اس کے لیے ہر لحاظ سے موزوں لگتا ہے۔ اپنی زیبا کی طرح ہی شہدے بنجیہ مزاج کا مالک ہے۔ ایسے لوگ خاص طبیعت کے ہوتے ہیں۔ دوسروں کا اس کی

دکھائی دے رہے ہیں۔

آج شام ہی میں خود جا کر دوپٹہ ناہرہ کو دے کر آؤں گی۔ زیبا تم بھی میرے ساتھ چلنا؟

ٹھیک ہے نانی جان! مزہ چلیں گے؟
جب تک شام نہیں ہوگئی نانی جان نے کوئی بار دھپے کا تنقیدی جائزہ لیا کام میں معافی تو ہے ناں؟
یہ فریزان بھلا تو لگتا ہے؟ بار بار سوال کرتیں اور زیبا ہر بار ہنستے ہوئے نکل دیتی۔

شام کو جب وہ دونوں ان کے ہاں آئیں تو گھر میں تقریباً سبھی موجود تھے۔ جیدہ کھاتی نہیں دیا۔ انہوں نے پوچھا تو چچا چلا کسی دوست کی طرف گیا بولے؟
اچھا دوپٹہ دیکھو اور بتاؤ ذیل پسند آتی یا نہیں؟
انہوں نے شاپر سے دوپٹہ نکال کر بھیلایا۔
ارے اتنی جلدی بنالیا مجھے کوئی ایسی خاص جلدی تو نہیں تھی؟ انہوں نے ذیل پر ہاتھ پھیرا اور ستائش بھرے انداز میں کہا۔ قافرو اور ناٹک سے بھی تعریف کی جیکر فرج ہوئی۔

آپ تو بہت اچھا کام جانتی ہیں نانی! اب تو میں لگا کر کپڑے دھوئے پردہ پیل ہواؤں گی؟
کیوں ذیل والے دوپٹے اونٹن سے کیا زیادہ ٹھیک ہوتا ہے؟ واسطی سے بکا ہر بڑی بچیدگی سے سوال کیا تھا۔
اتنا خوبصورت لگ رہا ہے! میں تو ضرور ہواؤں گی۔

دکھائی دے رہے ہیں۔

کر رہے ہیں۔ دل آزاری ان کی فطرت میں ہی نہیں ہوتی، اور مجھے پورا یقین ہے زیبا کا نصیب اس گھر میں لگے گا؟
اتنا! اتنے یقین سے بات مت کریں پتا نہیں ان لوگوں کی مرضی کیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو آپ کا سارا جہاں مجھے بہت دکھ دے گا؟
تم اچھی امید رکھو؟ وہ کروٹیہ بنانے میں مصروف ہو گئیں۔
بڑی محنت کے ساتھ انہوں نے دوپٹہ مکمل کیا۔
زیبا اور نیر نے بہت تعریف کی اور وہ مطمئن ہو کر بولیں۔

آج شام ہی میں خود جا کر دوپٹہ ناہرہ کو دے کر آؤں گی۔ زیبا تم بھی میرے ساتھ چلنا؟
ٹھیک ہے نانی جان! مزہ چلیں گے؟
جب تک شام نہیں ہوگئی نانی جان نے کوئی بار دھپے کا تنقیدی جائزہ لیا کام میں معافی تو ہے ناں؟
یہ فریزان بھلا تو لگتا ہے؟ بار بار سوال کرتیں اور زیبا ہر بار ہنستے ہوئے نکل دیتی۔

شام کو جب وہ دونوں ان کے ہاں آئیں تو گھر میں تقریباً سبھی موجود تھے۔ جیدہ کھاتی نہیں دیا۔ انہوں نے پوچھا تو چچا چلا کسی دوست کی طرف گیا بولے؟
اچھا دوپٹہ دیکھو اور بتاؤ ذیل پسند آتی یا نہیں؟
انہوں نے شاپر سے دوپٹہ نکال کر بھیلایا۔
ارے اتنی جلدی بنالیا مجھے کوئی ایسی خاص جلدی تو نہیں تھی؟ انہوں نے ذیل پر ہاتھ پھیرا اور ستائش بھرے انداز میں کہا۔ قافرو اور ناٹک سے بھی تعریف کی جیکر فرج ہوئی۔

آپ تو بہت اچھا کام جانتی ہیں نانی! اب تو میں لگا کر کپڑے دھوئے پردہ پیل ہواؤں گی؟
کیوں ذیل والے دوپٹے اونٹن سے کیا زیادہ ٹھیک ہوتا ہے؟ واسطی سے بکا ہر بڑی بچیدگی سے سوال کیا تھا۔
اتنا خوبصورت لگ رہا ہے! میں تو ضرور ہواؤں گی۔

دکھائی دے رہے ہیں۔

آج شام ہی میں خود جا کر دوپٹہ ناہرہ کو دے کر آؤں گی۔ زیبا تم بھی میرے ساتھ چلنا؟
ٹھیک ہے نانی جان! مزہ چلیں گے؟
جب تک شام نہیں ہوگئی نانی جان نے کوئی بار دھپے کا تنقیدی جائزہ لیا کام میں معافی تو ہے ناں؟
یہ فریزان بھلا تو لگتا ہے؟ بار بار سوال کرتیں اور زیبا ہر بار ہنستے ہوئے نکل دیتی۔

دکھائی دے رہے ہیں۔

مردہ جی اسی بہت قریب سے بنا کر دوں گی؟
 اچھا غلام یاد آیا۔ میں نے کہنا تھا اس بار آپ سے
 سہزادیوں کا اچار ڈھونڈنا ہے۔ میرے جہیز کو بہت پسند
 ہے۔ ہمارے لاکر کا تیار ہلکے مگر گہرے اچار کی
 قوت بات ہی تھی اور بھرتی ہے۔ سوچا تھا اس مرتبہ آپ
 سے ڈھواؤں گی۔ ذائقہ بھی بہت ہے آپ کے ہاتھ میں
 کیوں نہیں۔ زریبا بہت اچھا اپلا ڈالتی ہے؟
 انہوں نے بڑی خوشی سے ہائی بھر لی۔
 ہمیں ایک چیمڑ کھاؤں؟ فری زریبا کا ہاتھ بڑھ
 کر اسے اٹھاتے ہوئے ہوئی۔
 کیا چیمڑ؟ اس نے پیٹھے پیٹھے ہی پوچھا۔
 آج کل ہم بھائی کے سہنے کے پکڑے ہوئے ہیں۔ چلتے
 ہیں جھٹ کسی لہجہ کی لڑکی کو انگوٹھی پہنا کر باندھ کر لیں
 اسی سلسلے میں وہ تین تصویریں ہیں میرے پاس۔ تم بتاؤ
 کون سی زیادہ اچھی ہے؟
 فری کی بات سن کر نانی کی تو پیسے دنیا ہی ڈول گئی۔
 زریبا، فری کے ساتھ چلی گئی۔ نانی کچھ وقت کے
 بعد برہیں۔
 ہم بھی آج کل زریبا کے رشتے کے لیے پریشان
 ہیں۔ کوئی اچھا لڑکا ملے تو میں اس کی بات ہی کروں
 زریبا جیسی لڑکی کے لیے رشتوں کی کیا کمی ہے؟
 ناندے نے کہا تو وہ بولیں۔ میں مجھے نیک شریف
 لوگ چاہیں؟
 آپ کے عزیزوں میں کوئی نہیں ہے خاندان؟ اچھا
 تو لڑکی سے زیادہ چیمڑ دیکھا جاتا ہے اور لوگ اپنے
 براہ کے لوگوں میں ہی رشتہ کرنا پسند کرتے ہیں اور
 یہ کچھ غلط بھی نہیں۔ لڑکا لڑکی اگر ایک جیسے گھرانوں کے
 ہوں تو ان کی سوچ کا انداز بھی ایک جیسا ہوتا ہے۔
 درمیان میں گھر سے لڑکی بیاہ کر لے آؤ تو وہ دلہن دہائی
 جھمکی سی رہتی ہے اور آج کل کے لڑکے مھلا ایسی
 لڑکیوں کو کہاں پسند کرتے ہیں۔ میرا جہیز تو کتنا ہے۔
 اتنی کسی لڑکے گھرانے میں ہی شادی کروں جو لڑکی
 کے بھائی کو رشتہ آفیسر ہونے چاہیں اور لڑکی ایسی
 جو میرے ساتھ چلتی اچھی لگے؟
 "ہاں جہیز کے ارادے بہت اچھے ہیں؟" ناندے

اتنی اچھے جہیز ارادے کے ہیں تو میں ہی اپنی مزاج
 کے۔ اپنا کام نکلوانے میں تیز ہیں۔ دوسروں کے
 جذبات کی انہیں کب پرواہ ہوتی ہے اب اگر زریبا
 سے رشتہ نہیں بھی کرنا تھا تو اس قدر خشک اور پیچھے
 ہونے پہلے میں تو بات نہ کرتی۔ ویسے زریبا بہت
 اچھی لڑکی اور یہ لوگ بے حد شریف اور خاندانی ہیں۔ تو
 پھر کیا خیال ہے ہم نے اپنے بھائی کے لیے سناٹا لیں؟
 ناندے نے خوشی سے واضح کی طرف دیکھا۔
 مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ واقعی کا مجھے پتا
 نہیں اس کے ارادے بھی جہیز کی طرح ہیں یا اس کے
 بھی اچھے ہیں؟
 میرے ارادے واقعی جہیز سے اچھے ہیں اتنی!
 مجھے صرف دولت اور تھاپری شان و شوکت متاثر نہیں
 کر سکتی۔ مجھے تو غلصہ اور نیک دل سامی کی تشاہد
 جو ہر جگہ سکھ میں میرے ساتھ ہو؟
 "تو پھر کیا خیال ہے میں ایسی ایسی لڑکیوں کے
 ان سے اجازت لیتی ہوں اور پھر چلتے ہیں زریبا کے گھر؟
 ناندے زریبا سے زیادہ پرجوش تھی اور یہی حال فائزہ
 کا بھی تھا۔
 نانی جس وقت سے فری کے پاس سے ہو کر آئی تھیں
 چہرے پر دوپٹہ رکھے مسلسل چپکے چپکے دھڑکے چلی جا رہی
 تھیں۔ زریبا کچھ دنوں کا کھانا بنانے میں لگی تھی۔
 اور نیمبر بار بار ماں سے پوچھ چکی تھیں۔
 "آپ ایسے کیوں لیتی ہیں؟ ہر بار انہوں نے ضرور
 کا بھانا بنایا تھا۔
 "امان! چلنے ہی پائی لیتیں۔ وہ ایک بار پھر کمرے
 میں آئیں اور آپ کے آئینے کا حاسن اہوا امان رو
 رہی ہیں۔
 "خیر تو بے ناں امان؟ وہ ان کے پاس آئیں
 نانی نے دوپٹہ چہرے سے ہٹایا اور بولیں۔
 "تم ٹھیک کہتی تھیں سیدہ! میں نے اپنی بیٹی کے لیے
 بہت اچھے خواب دیکھے ہیں۔ جس میں بھول گئی تھی
 فریب کی بیٹی بیاہ کر بھی فریب کے گھر ہی جاتی ہے؟
 "اسلام علیکم" ناندے نے بھی ہنس کر زوردار سلام
 کیا۔ نانی جلدی کے آنسو پرچہ کر آئیں چلیں۔ ناندے اور

رکھ کر نانی کے ہنگام پر ہی آئیں۔
 "کیا اتنی جلدی جہیز کا رشتہ بھی طے ہو گیا؟ سہانی
 رکھ کر نانی نے بھی اندازہ لگایا۔ مگر حویات انہوں
 نے نہیں اور جس چاہ سے کہی۔ اس نے نانی اور سیدہ دونوں
 کو حیران کر دیا۔
 "مگر فائزہ! تمہارا واسق تو کچھ اور ہی مزاج کا ہے
 وہ کہاں دماغی ہوگا؟
 وہ دو دو سے علی تھیں چھاپہ چھوٹک رہی تھیں۔
 "ساری بات واسق کی مرضی معلوم کرنے کے بعد ہی
 تو کر رہے ہیں نانی امان؟
 ناندے نے پیار سے اُن کا ہاتھ ہاتھوں میں سے لیا۔
 فائزہ برہیں۔
 نکار مت کیجیے گا خاندان! میں نے تو جسے زریبا
 جیسی ہو کے خواب دیکھے شروع کر دیے تھے حجب
 سے میرا واسق پیلا ہوا تھا؟
 نانی نے سید کی طرف دیکھا۔ وہ آسودگی سے سکرا
 رہی تھیں۔ نانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ناندے
 جلدی سے سہانی کا ڈپٹر کھولا۔ سب کا سر بیٹھا کر دیا
 پھر ڈپٹر سے کرکٹ کی طرف بھاگی۔
 سہانی کھاتے ہوئے نانی سکرا رہی تھیں۔
 "ہم انسانوں کی پہچان میں کس قدر غلطی کر جاتے
 ہیں۔ میں ہمیشہ فائزہ کو سزاوار اور نادرہ کو اچھا سمجھتی رہی
 ایسے ہی خیالات واسق اور جہیز کے بارے میں تھے
 مگر سہانت ہوا؟
 اور کچھ میں بیٹھی زریبا صرف واسق کے
 بارے میں سوچ رہی تھی۔
 "خدا یا تو نے احسان کیا مجھ پر۔ بند ہوں سے جو
 چاہ میں نے کی تھی تو شاہ میرا فیض بنا دیا۔ اور
 واسق کی چاہ کر کے اس نے صرف واسق کی
 شخصیت کو دیکھا تھا، دولت کے بارے میں نہیں
 سوچا کہ جب محبت ہو چلے تو یہ سب کچھ وہ جانتا
 ہے۔ سب سے بڑی دولت آپس کا اعتماد اور غم
 ہے۔ جس نے دولت پائی اُس نے سب پالیا۔ میں
 قدر کرتے والوں میں سے ہوں۔ ہمیشہ قدر کروں گی۔
 اور یہ ذمہ داری ہے۔ عطا اسیرا امان سلامت رکھنا؟
 ✱